رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۸
رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۸

THE ALHAKAM. WEEKLY QADIAN.

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام مسیح موعود)

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار جس کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

دورِ جدید

الحکم

ہفتہ وار

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر ٭ بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر
چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ

والیان ریاست سے	ما ر
روساء و امراء سے	صہ ر
معاونین سے	عہ ر
عوام سے	صمہ ر
ممالک غیر سے	۱۲ ر

مدینۃ المسیح
قادیان دار الامان سے
ہر انگریزی ماہ کی ۷ر
۱۴ر ۲۱ر ۲۸ر تاریخ کو
خدا کے فضل اور رحم
کے ساتھ شائع ہوتا ہے

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۳۷ | ۷ر جولائی سنہ ۳۴ء ۲۴ر ربیع الاول سنہ ۵۳ھ یوم شنبہ | نمبر ۲۴

"الحکم" کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے یہ معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ پھر الحکم کو جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کردے۔ الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آخری زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔ سلسلہ کا کوئی اہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حال ہے۔ لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سے سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے۔ اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰھم اٰمین

خاکسار
مرزا محمود احمد
(خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

نعت بروزی

(از حضرت شبنم سرحدی)

اے مہدیٔ مسعود ترے نام کے صدقے
اے ظلِّ خدا میں ترے انعام کے صدقے
اے ساقیٔ مسعود ترے جام کے صدقے
اے مرسلِ حق میں ترے ہر کام کے صدقے
تو نے مئے عرفاں کا ہمیں جام پلایا
ہم اہلِ خرابات کو سرشار بنایا

ظلمت تھی شب کفر و ضلالت کی جہاں میں
معدوم تھی وہ روشنی فطرت کی جہاں میں
تھی پردہ نشیں صبح صداقت کی جہاں میں
جو منبع تنویر تھی فطنت کی جہاں میں
اے نیر اعظم ترے دم سے ہے اُجالا
تو نے شب دیجور کو دنیا سے نکالا۔

جب قلزم اسلام تھا مرغوب تلاطم
ایمان تھا سیلی زدۂ سیل توہم
اور تھا صدفِ سینۂ مسلم سے گہر گم
دریوزہ گر کرمک شب تاب تھے انجم
اے حامیٔ توحید ترے اشک کے گوہر
چمکے سرِ اسلام پہ خورشید سے بڑھ کر

تھا تختۂ شطرنج بنا مصحفِ تازی
تثلیث کے نرغے میں تھے اسلام کے غازی
جس پر کہ شب و روز تھی سالوس کی بازی
"عیسیٔ فلک" طعنہ زنِ ترک حجازی
اے ضیغم یزدان و مددگار شریعت
دیکھی نہ گئی تجھ سے یہ اسلام کی ذلت

ہے کسرِ صلیب آج جہاں میں ترے دم سے
نابود کیا تو نے یلہ خنجر لکمؔ سے
تثلیث ہے نالاں ترے شمشیرِ قلم سے
توحید کا گھر پاک کیا لا و نعم سے
دجال کے گھر میں ہے بپا شورِ محرم
غل ہے کبھی اس طور کا دیکھا نہیں ماتم

حقا کہ تو اللہ کا ہے پاک پیمبر
ہے نور خدا سے ترا پیغام منور
چمکا ہے رسالت کا تری عرش پہ اختر
چمکا ہے محمد کا تری ذات سے گوہر
جو تجھ سے ہے منکر وہ محمد سے ہے منکر
منکر ہے محمد سے جو۔ حقا ہے وہ کافر

مبارک باد

حضرت سیٹھ عبد اللہ بھائی سکندر آبادی کو خدا تعالےٰ نے دوسرا پوتا عطا فرمایا

اور اسطرح پر حضرت سیٹھ ابراہیم بھائی کو پڑنواسہ۔ اس مولود کا نام سلطان احمد رکھا گیا

ادارہ الحکم دادے اور پڑنانے کو اس مولود مسعود کی ولادت پر

مبارک باد

دیتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ یہ بچہ اپنے بڑے بھائی کے ساتھ نیکی۔ تقویٰ اور اقبال مندی کے ساتھ لمبی عمر پاوے اور اسلام کا سچا خادم ہو۔ آمین۔

غیر ممالک کے خریدار توجہ کریں

ممالک غیر کے خریدار صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ الحکم کی قیمت ۱۲ کے حساب سے روانہ فرمائیں اور جو احباب صاحب مقدرت ہیں وہ الحکم کے معاونین میں شریک ہوں الحکم کے استحکام کے لئے کم از کم دو سو ایسے دوستوں کی ضرورت ہے جو اس کے معاونین میں شریک ہوں اور ایسا ہی ہر ایک خریدار دو خریدار مہیا کرے میری خواہش ہے کہ سالانہ جلسے سے پہلے پہلے الحکم کی اشاعت ایک ہزار ہو جاوے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ الحکم پوری شان سے شائع ہو تو اسکے لئے عملی قدم اٹھائیے۔

الحکم کے ایک شیدائی

مکرمی شیخ عبد الحکیم صاحب الحکم کے شیدائیوں میں سے ہیں اور ایک عرصہ سے بیمار رہتے ہیں احباب ان کی صحت کے لیے دعا کریں۔ اس علالت میں بھی وہ الحکم کے لئے مفید مشورہ دیتے رہے ہیں۔ وہ ایک عزم صمیم رکھتے ہیں کہ الحکم کو ہر احمدی کے ہاتھوں میں دیکھنے کے لئے کوشش کریں یہ روح اگر الحکم کے سو دوستوں میں پیدا ہو جاوے تو الحکم کا دائرہ اشاعت کہیں سے کہیں پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو صحت کامل و عاجل عطا فرمائے آمین۔

مصور حالات

میں نے تحریک کی تھی کہ احباب "میں احمدی کیوں ہوا؟" کے عنوان کے نیچے اپنے قبول احمدیت کے حالات لکھیں اور بہتر ہوگا کہ وہ اپنی تصاویر بھی شائع کرا دیں الحکم کے فنڈز اسقدر مضبوط نہیں کہ وہ اس قسم کے اخراجات کو خود برداشت کر سکے اسلئے بلاک اور طباعت بلاک کے اخراجات وہ خود برداشت کریں۔ اس سلسلہ کا آغاز برادرم عبد الکریم خان یوسف زئی آف پونچھ نے کیا ہے۔

آج اسکی اہمیت نظر نہ آئے لیکن ایک وقت آئے گا کہ سلسلہ کی تاریخ کا یہ بہت بڑا باب ہوگا احباب چند سکوں کی پروانہ کریں اور اس مصور سلسلہ کو آنے والی نسلوں کے لئے ایک قیمتی یادگار بنائیں برادرم عبد الکریم خاں کے مصور حالات جلد شائع ہونگے۔

قادیان کی پہلی گریجویٹ خاتون

مخدومی شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کی صاحبزادی امۃ اللہ بیگم صاحبہ نے دوسرے ڈویژن میں بی اے پاس کیا ہے۔ اور وہ قادیان میں پہلی گریجویٹ ہیں عزیزہ محترمہ مرحوم حضرت حافظ احمد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ کی نواسی ہیں۔ یہ خاندان ماشاء اللہ نہایت ذہین اور ذکی ہے اور شیخ صاحب کی تعلیم و تربیت و محنت قابل رشک ہے اللہ تعالیٰ یہ کامیابی عزیزہ محترمہ اور اپنے خاندان اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے الحکم کا ادارہ دلی مسرت کے ساتھ مبارکباد دیتا ہے

درخواست دعا

حضرت شبنم سرحدی جن کی نظم اسی صفحہ پہ شائع ہو رہی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

۲۔ سیٹھ ابراہیم بھائی سکندر آبادی جو سلسلہ کے ابدال میں داخل ہیں بیمار رہتے ہیں۔ وہ احباب سے کامل صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ایسا ہی اپنی صاحبزادی کی صحت کے لئے دعا چاہتے ہیں۔

۳۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم امیر جماعت بمبئی کی صحت اور کاروبار میں کامیابی کی دعا کی جاوے

۴۔ عزیز محترم سید عباس سنجاری محلہ سیلیاں پشاور سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی ہمشیرہ صاحبہ نے منشی فاضل کا امتحان دیا ہے۔ انکی کامیابی کے لئے دعا کی جاوے اور خود سید صاحب کی کامیابی کے لئے بھی

۵۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم ابھی تک بیمار رہے۔ پیشاب نکل جانے کی شکایت ہے۔ اور ضعف اور اختلاج قلب کے دورے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان امراض سے شفا دے۔ اور خدمت سلسلہ کی توفیق دے۔ آمین۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی **قوت جاذبہ** کے معجزات عجائبات کا ایک مجموعہ ہیں۔ اور اگر ایک سلیم الفطرت انسان اس پر غور کرے تو اسے بے اختیار ہو کر اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ آپ خدا تعالیٰ کیطرف سے مرسل و مامور ہو کر آئے تھے۔ آج سیرۃ المہدی کے سلسلہ میں جس نوجوان کی روایات میں دے رہا ہوں۔ ان کا نام سید محمود عالم ہے۔ وہ ضلع گیا (بہار) کے رہنے والے ہیں۔ آغاز جوانی میں وہ اپنے وطن سے پا پیادہ قادیان آئے۔ اور اس طرح پر آٹھ نو سو میل کا سفر انہوں نے نہایت تکلیف اور عسرت سے طے کیا۔ لیکن ایک عشق کی لہر تھی جو انہیں دیوانہ وار لا رہی تھی۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان سے

اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی

پڑھتے ہوئے چلے آرہے تھے۔ ان کی داستان قبول احمدیت اور اس سفر کے حالات عجیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہیگا تو سیرت صحابہ میں آجائیں گے۔ وہ پھر وطن واپس جانے کے خیال سے نہ آئے تھے۔ وطن اور احباب کو چھوڑ آئے تھے۔ قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے فیض صحبت سے سیراب و شاد کام ہوئے۔ یہیں کے ہو رہے۔ اور اب دفتر محاسب میں کلرک ہیں۔ احمدیت ان کے خاندان میں سب سے پہلے ان کے برادر بزرگ سید محبوب عالم صاحب نے قبول کی تھی جو محکمہ نہر میں بمقام آرہ ملازم ہیں۔ سید محمود عالم صاحب نے ذکر حبیب کی ایک مجلس میں کچھ روایات بیان کیں۔ جو انہوں نے لکھ کر بغرض اشاعت مجھے دی ہیں۔ میں ان کو ذیل میں درج کرتا ہوں۔ (عرفانی)

(۱)

۱۹۰۵ء میں مکرم ذوالفقار علی خانصاحب نواب رامپور کی طرف سے ایک خط لے کر حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے مسجد مبارک میں عصر کی نماز کے بعد خانصاحب نے باتیں شروع کیں۔ اور اثنائے گفتگو میں یہ بھی کہہ بیٹھے کہ نواب صاحب نے ایک اعتراض کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے تو نبوت کا دعوے کیا ہے۔ جس پر میں نے کہا کہ نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ آپ تو فرماتے ہیں "من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب" حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ یہ **جواب درست نہیں**۔ میں نبی اور رسول ہوں اور میرا دعوےٰ نبوت و رسالت کا ہے۔ اس مصرع کے تو صرف یہ معنے ہیں۔ کہ میں ایسا نبی و رسول نہیں۔ جو اپنے ساتھ کتاب لاتا ہو۔ آپ کو ڈرنا نہیں چاہیئے تھا۔ نبی کریمؐ کے صحابہ بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار میں جاتے تھے اور حق کے اظہار میں ذرا نہیں جھجکتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ بار باران فقرات کو دہراتے رہے۔ اور آپ پر خانصاحب کی باتوں کا اتنا اثر تھا۔ کہ جب دوسری صبح سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ تو وہاں بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی۔ اور بار بار فرماتے رہے۔ کہ **میں نبی و رسول ہوں مگر میں صاحب شریعت نبی نہیں**۔ اور اس وقت بھی صحابہ کی نظیر پیش کی کہ وہ حق کے اظہار میں کسی سے ڈرتے نہیں تھے۔

(**نوٹ**) خانصاحب کی اس ملاقات کے واقعات انہیں ایام میں اخبارات سلسلہ میں شائع ہو گئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ واقعہ میری آنکھ نے دیکھا اور کانوں نے آپ کے کلمات سنے۔ حضور کا یہ معمول نہ تھا۔ کہ کسی شخص کی بات کاٹ کر کچھ فرمائیں لیکن جونہی آپ نے خانصاحب مکرم کا جواب سنا۔ آپ کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں ہو گئے۔ اور فرمایا کہ یہ **جواب درست نہیں**۔ اس سے آپ کی اس بصیرت اور ایمان کا اندازہ ہوتا تھا۔ جو آپ کو اپنے دعوے پر تھا۔ ایسا ہی ایک مرتبہ جب مخدومی شیخ غلام احمد صاحب واعظ نومسلم نے امرتسر میں **مسئلہ نبوت** پر کسی مخالف کو جواب دیا۔ تو آپ کو ایسا جوش پیدا ہوا۔ کہ آپ نے فوراً **ایک غلطی کا ازالہ** شائع کر دیا۔ اور یہ غیرت اور جوش اپنے منصب کے لئے آپ کی دلیل صداقت تھا۔ (عرفانی)

(۲)

ایک معمر شخص نے جو باہر سے آئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے نشان کا مطالبہ کیا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔ کہ کیا پہلے نشانات تھوڑے ہیں۔ کہ نئے نشانات دیکھنے کی خواہش ہے۔ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے۔ کہ فرداً فرداً ہر شخص کو نشان دکھایا جاوے۔ آپ کچھ دن قادیان میں قیام فرمائیں۔ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ کوئی نشان ظاہر کر دے۔ **مگر وہ بزرگ ٹھہرے نہیں۔**

(۳)

ایک شخص نے ذکر کیا۔ کہ مرتد ڈاکٹر عبدالحکیم نے لکھا ہے۔ کہ اس قسم کا کسوف و خسوف اب سے پہلے بھی بہت مرتبہ ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اندر جانے کے لئے کھڑے ہو چکے تھے۔ یہ سنکر ٹھہر گئے۔ اور کھڑے کھڑے فرمایا۔ کہ اس قسم کے کسوف و خسوف سے تو مجھے کوئی بحث نہیں۔ میری بحث تو اس کے آیۃ ہونے پر ہے۔ بس اسے چاہیئے۔ کہ اس قسم کے کسوف و خسوف کے وقت کوئی ایسا مدعی پیش کرے۔ جس نے اسے بطور آیت کے اپنے لئے پیش کیا ہو۔

(**نوٹ**) یہ واقعہ بھی حضور کی اس **غیرت دینی** کا مظہر ہے جو آپ کو اپنے مقام اور منصب کے پیش کرنے کے متعلق تھی آپ ہر **اعتراض** کا جواب دینے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ (عرفانی)

(۴)

حضرت مولوی نورالدین صاحب نے حضرت مسیح موعود کے آگے نابھہ کے وزیر کی طرف سے ایک خط پیش کیا۔ کہ راجہ کی خواہش ہے۔ کہ حضور گورمکھی زبان میں کوئی کتاب تصنیف فرماویں حضرت مسیح موعودؑ نے دریافت کیا۔ کہ خط خود راجہ نے لکھا ہے یا اس کے وزیر نے۔ حضرت مولوی صاحب نے جواب دیا کہ خط وزیر کی طرف سے آیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سن کر فرمایا:۔ کہ **خدا کے مامورین میں کبریائی بھی ہوتی ہے**۔ اسے لکھ دیں۔ کہ اگر راجہ کو ضرورت ہے۔ تو **بذات خود خط لکھے۔ پھر ممکن ہے توجہ کی جاوے۔**

(۵)

ایک امریکن سیاح قادیان میں تشریف لائے۔ اور اپنے ساتھ لاہور سے ایک پادری کو بھی لیتے آئے۔ مسجد مبارک کے نیچے جہاں دفتر محاسب ہے۔ انہیں ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے۔ اور حضرت مولوی نورالدین صاحب کو بھی بلوالیا۔ مولوی علی احمد صاحب ایم۔ اے بھاگلپوری ترجمان مقرر ہوئے۔ باتیں کرتے کرتے امریکن سیاح نے نشان مانگا۔ حضور نے فرمایا۔ کہ تم خود نشان ہو۔ اور خدا تعالےٰ کے الہام **یاتون من کل فج عمیق** کی زندہ تصویر ہو۔ ورنہ اس چھوٹے سے گاؤں میں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ سیاح مذکور نے کہا۔ کہ میں ... تو عقیدتمندانہ رنگ میں نہیں آیا۔ صرف دیکھنے آیا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ کہ الہام میں عقیدتمندانہ کا فقرہ موجود نہیں الہام میں تو صرف یہ بیان ہوا ہے۔ کہ لوگ دور دور سے آئیں گے۔ چنانچہ آنے والوں میں سے ایک آپ بھی ہیں۔ اور اپنی ذات سے اس پیشگوئی کو لفظ بلفظ پورا کر رہے ہیں۔ اور اسی کو نشان کہتے ہیں۔

(۶)

مہمان خانہ سے ایک مہمان کا ایک کمبل ایک چور جو وہ بھی بطور مہمان کے تھا لے کر بھاگا۔ مہمان نے اس کا تعاقب کیا۔ اور جا پکڑا۔ مسجد مبارک میں جب کہ حضرت مسیح موعودؑ تشریف فرما تھے اس چور کو لے کر حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ حضور یہ کمبل کا چور ہے۔ اس وقت چور خوف کے مارے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک نظر اٹھا کر دیکھا۔ اور فرمایا کہ **اسے چھوڑ دیں۔ آپ کو کمبل سے کام تھا جو مل گیا۔**

(۷)

آریوں کی تحریک پر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک مضمون لکھا۔ جو چشمہ معرفت کے آخر میں لگا ہوا ہے جو لاہور میں

پڑھا جاتا تھا۔ آواز کی بلندی معلوم کرنے کے لئے مختلف لوگوں سے پڑھوا کر سنتے رہے۔

حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب کو مضمون دے کر لاہور بھیجا۔ آریوں نے اپنے مضمون میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت کچھ لب کشائی کی۔ جب لوگ لاہور سے قادیان واپس آئے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ اس امر پر ناراض ہوئے کہ حضرت مولوی صاحب اور دوسرے جماعت کے لوگ کیوں بیٹھے رہے۔ حضرت مولوی صاحب کو خصوصیت سے مخاطب کرکے بار بار فرماتے رہے۔ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جا رہی تھیں۔ آپ کس طرح بیٹھے رہے۔ آپ کو فوراً ایسی مجلس سے چلے جانا تھا۔ قرآن شریف کا یہی حکم ہے۔ حضرت مولوی صاحب چپ چاپ سر جھکائے بیٹھے رہے۔ پھر جب حضرت مسیح موعودؑ آریوں کے اعتراض کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اور بابا نانک علیہ الرحمۃ کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں بعض حوالوں کی ضرورت ہوئی۔ تو شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور سے یہ کام لیا۔ آپ یہ حوالے لے کر مسجد مبارک میں ہی بیٹھ کر کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ کہ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب کے کہنے پر کہ حضور اندر جا کر لکھیں۔ حضور فوراً اندر چلے گئے۔

(نوٹ) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے جو غیرت اور جوش تھا۔ اس کی مثال ہی نہیں مل سکتی آپ نے اپنے بعض عزیزوں سے مقاطعہ کر لیا۔ کہ ان کے گھر میں حضرت نے اس کے بعد قدم تک نہ رکھا۔ لیکھرام کا واقعہ سلام مشہور ہے۔ اور ڈاکٹر کلارک کی دعوت چائے کے رد کے اسباب بھی بارہا بیان ہو چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موقعہ پر از بس ناراض تھے۔ اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے محبت کے تعلقات کے باوجود آپ پر ناراض ہو گئے۔ اور حضرت خلیفہ ثانی کو بھی جو اس سفر میں ساتھ تھے۔ فرمایا۔ کہ کیوں وہاں بیٹھے رہے (عرفانی)

۸

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ اور تبسم کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ آج کفر نامہ کا بڑا سا پیکٹ آیا ہے۔ یہ تبسم صرف چند سیکنڈ کے لئے تھا۔ پھر آپ خاموش ہو گئے۔ اور آپ کے چہرہ مبارک پر گہرے صدمہ کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور نہایت ہی حسرت بھرے لہجہ میں فرمایا۔ کہ اگر یہ لوگ تقوےٰ سے کام لیتے تو معاملہ بالکل صاف تھا۔ نہ آپ ہلاک ہوتے اور نہ دوسروں کو ہلاک کرتے۔

---

(۹)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے نکاح کے بعد شیخ یعقوب علی صاحب نے اپنے خیالات کے ماتحت کئی الہام جو اس نکاح کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حضور پیش کئے۔ آپ سنتے رہے اور فرماتے رہے کہ نہیں یہ نہیں۔ نہیں یہ نہیں۔ لیکن جب نواب مبارکہ کا الہام پیش ہوا۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا۔ کہ ہاں یہ اسی کے متعلق ہے۔

---

(۱۰)

ایک مرتبہ جب کہ حضرت مسیح موعودؑ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے۔ ایک خط پیش کیا گیا تھا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ میری بیوی میری ماں سے بہت تنگ آئی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سنکر فرمایا۔ کہ یہ غلط ہے۔ ماں بیٹے کو ہزارہا تنگی و ترشی کے ساتھ پالتی ہے۔ جوان کرتی ہے۔ خوشی خوشی شادی بیاہ کرتی ہے۔ اور بہو کو اپنے گھر کی رونق خیال کرتی ہے۔ وہی ماں بہو۔۔ کو تنگ کرنے لگی۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ اصل یہ ہے۔ کہ بہو نافرمان ہے۔ ساس کی اطاعت نہیں کرنا چاہتی۔ اس لئے گھر میں فساد ڈال کر ماں بیٹے میں جدائی چاہتی ہے۔

(نوٹ) حضرت اقدس کے دل پر محبت مادری کا ایک گہرا اثر تھا۔ اور اپنی والدہ صاحبہ مکرمہ کی یاد سے آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جایا کرتے تھے۔ ماں کی خدمت کی تائید میں حضرت اویس کا واقعہ سنایا کرتے تھے (عرفانی)

---

(۱۱)

عید کے دن حضرت مسیح موعودؑ پرانے کپڑے پہنے ہوئے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ حضرت کے تشریف لانے کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب انگلش ویرہوس لاہور تشریف لائے اور عرض کیا۔ کہ حضور کے لئے یہ کپڑے لایا ہوں۔ حضور کپڑے لے کر فوراً اندر چلے گئے۔ اور انہیں زیب تن کر کے پھر مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ نماز اور خطبہ کے بعد حضرت محراب میں کھڑے ہو گئے۔ اور لوگ اک اک کر کے حضور سے مصافحہ کرتے رہے۔

---

(۱۲)

۱۹۰۸ء میں جب حضرت مسیح موعودؑ لاہور تشریف لے گئے۔ تو ایک امریکن سیاح آپ سے ملنے آیا۔ باتوں باتوں میں اس نے یہ بھی پوچھا۔ کہ کیا یورپ امریکہ اور ہندوستان وغیرہ کے باشندے سب کے سب ایک ہی آدم کی اولاد ہیں۔؟ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ کہ ابن عربی صاحب ایک مرتبہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ تو کشف میں دیکھا۔ کہ ایک شخص دو آدمیوں کے درمیان سے۔ جہاں سے کوئی انسان گذر نہیں سکتا بار بار گزرتا ہوا جا رہا ہے۔ ابن عربی صاحب نے بڑھ کر اس شخص کو پکڑ لیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں شخص مذکور نے جواب دیا۔ کہ آدم۔ پھر ابن عربی صاحب کے دریافت کرنے پر کہ کون آدم؟ شخص مذکور نے کہا کہ غالباً تمہاری مراد نوح کے باپ سے ہوگی۔ میں نوح کا باپ نہیں۔ بلکہ نوح کے باپ سے پہلے سوواں آدم ہوں۔ پس اس کشف کے ماتحت ممکن ہے۔ کہ امریکہ وغیرہ کے رہنے والے کسی اور آدم کی اولاد ہوں۔

---

(۱۳)

حضرت مولوی نورالدین رضؓ صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ نے دو شخصوں کی لڑائی پر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور کہنے لگے کہ میں مسجد مبارک میں کھڑا تھا۔ اور نیچے دو شخصوں کی لڑائی ہو رہی تھی۔ لڑتے لڑتے ایک نے دوسرے کو جھوٹا کہا۔ دوسرا طیش میں آ گیا۔ اور بار بار دہرانے لگا۔ کہ میں جھوٹا۔ میں جھوٹا۔ مجھے اس کے اس فقرہ سے بہت تکلیف ہوئی۔ کاش وہ شخص جھوٹ کو اپنی طرف منسوب ہوتے دیکھ کر خدا تعالےٰ کی جناب میں جھکتا اور توبہ واستغفار سے کام لیتا۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ کو راضی کرتا۔ مگر اس نے اصرار کر کے خدا تعالےٰ کو ناراض کر لیا۔ اور اگر وہ اپنے نفس پر ہی غور کرتا۔ تو اس کے سینکڑوں جھوٹ اس کے سامنے آ جاتے۔ اور خدا تعالیٰ کی ستاری پر اس کی حمد کرتا۔ اور آئندہ کے لئے گناہ کی معافی چاہتا۔

سید محمود عالم عفی عنہ

تقریب سعید

۳؍جولائی ۴۴ء بروز دوشنبہ بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ ناصر احمد صاحب اور حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی شادیوں کی تقریب عمل میں آئی۔ اس سے قبل ۲۹؍جون بروز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما دیا تھا۔ اس لئے آج تین بجے سے ہی مسجد اقصیٰ میں لوگ جمع ہونے لگ گئے تھے۔ قادیان میں ایک خاص چہل پہل تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ساڑھے چار بجے سے پانچ چھ منٹ قبل تشریف لے آئے۔ خاندان نبوت کے افراد کا ایک بہت بڑا مجمع اس وقت موجود تھا۔ حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے مجسٹریٹ درجہ اول جو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم ومغفور کے خلف اکبر ہیں بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ٹھیک ساڑھے چار بجے حضرت خلیفۃ المسیح ممبر پر رونق افروز ہوتے۔ آپ کے چہرے کی آج ایک خاص شان تھی۔ آپ نے دونوں شادیوں کا اعلان بذات خود فرمایا۔

پہلا اعلان حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کی شادی کا تھا۔ جو ایک ہزار روپے مہر پر سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ سے جو حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی صاحبزادی ہیں کیا گیا۔ نواب صاحب خود موجود نہ تھے۔ ان کی طرف سے خان عبداللہ خان صاحب جو نواب صاحب کے خلف ثانی ہیں وکیل تھے۔

دوسرا اعلان سیدہ ناصرہ بیگم جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی دخت کرام ہیں کا مرزا منصور احمد صاحب جو حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے لخت جگر ہیں ایک ہزار روپے مہر پر کیا گیا۔

اس مبارک تقریب پر دفتر الحکم نے الحکم کا ایک خاص غیر معمولی پرچہ شائع کیا۔ جو اعلانات نکاح کے بعد کثرت سے شائع کیا گیا۔ اور جو الحکم میں کسی دوسری جگہ درج ہے

حضرت اقدس نے خاندان نبوت کے ان درخشندہ گوہروں کے مہروں کی تعدادی رقم کو کم کر کے جماعت کے سامنے ایک اسوہ عظیم پیش کیا ہے تاکہ آئندہ جماعت کے لوگ بڑے بڑے مہروں سے اجتناب کریں۔ اس تقریب پر جو خطبہ حضور نے پڑھا وہ ایک خاص شان دکھاتا تھا۔ حضور کا یہ خطبہ بہت جلد شائع ہو جائیگا اس خطبہ میں حضور نے ابناء فارس یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو مخاطب کرکے ان کے فرض سے آگاہ کیا۔ جس سپرٹ میں وہ خطبہ پڑھا گیا۔ اس سپرٹ کو سوائے حضور کے اپنے الفاظ کے اور کوئی بڑا فصیح البیان اور قادر الکلام انسان بھی ایسا نہیں کر سکتا۔ ابنائے فارس کے بعد تمام جماعت پر کھلی کھلی اتمام حجت کی اور بتلایا کہ ہر مخلص احمدی روحانی طور پر ابنائے فارس میں داخل ہے۔ ہمذا کاان سے بھی وہی مطالبہ ہے۔ جو ابنائے فارس سے ہے

حضور نے اس خطبہ میں قربانی اور وقف کا جو فلسفہ بیان کیا وہ ایسا عظیم الشان تھا کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ پہلے سارے فلسفوں کا مفہوم جو ہمارے ذہنوں میں تھا اسے بالکل بدل دیا۔ اور آئندہ کے لئے قربانی اور وقف کا مقام بہت بلند کر دیا۔

الغرض یہ تقریب سعید ایک لمبی دعا پر ختم ہوئی۔ ہر طرف سے مبارکباد کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ خدا تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت کو ہر روز ایسی تقریبیں دکھائے۔ آمین۔ (محمود احمد عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

(سلسلہ کے لئے دیکھئے اخبار الحکم ۲۸؍ جون ۱۹۳۴ء)

پادریوں سے پوچھا ہے۔ کہ جہاں انجیل نہیں گئی وہاں تثلیث کا سوال ہوگا یا توحید کا۔ تو انہوں نے صاف اقرار کیا ہے کہ توحید کا۔ بلکہ ڈاکٹر فنڈر نے اپنی تصنیف میں یہ اقرار درج کر دیا ہے۔ اب ایسی کھلی شہادت کے ہوتے پھر میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ تثلیث کا عقیدہ کیوں پیش کر دیا جاتا ہے پھر یہ سہ گوشہ خدا بھی عجیب ہیں۔ ہر ایک کے کام الگ الگ ہیں۔ گویا ہر ایک بجائے خود ناقص اور ناتمام ہے۔ اور ایک دوسرے کا متمم ہے۔

اور مسیح جس کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اس کا تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ ساری عمر پکڑ دھکڑ میں گزری اور ابن آدم کو سر دھرنے کو جگہ ہی نہ ملی۔ اخلاق کا کوئی کامل نمونہ ہی موجود نہیں۔ تعلیم ایسی ادھوری اور غیر مکفی کہ اس پر عمل کرکے انسان بہت نیچے گر جاتا ہے۔

وہ کسی دوسرے کو اقتدار اور عزت کیا دے سکتا ہے جو اپنی بے بسی کا خود شاکی ہے۔ اوروں کی کیا سن سکتا ہے جس کی اپنی ساری رات کی گریہ وزاری اکارت گئی۔ اور چلا چلا کر ایلی ایلی لما سبقتنی بھی کہا۔ مگر شنوائی ہی نہ ہوئی۔ اور پھر اس پر طرہ یہ کہ آخر یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق ملعون قرار دیا۔ خود عیسائیوں نے لعنتی مانا۔ مگر یہ کہہ دیا۔ کہ ہمارے لئے لعنتی ہوا۔ حالانکہ لعنت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ انسان اس سے سیاہ باطن ہو جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے دور اور خدا اس سے دور ہو جاتا ہے۔ گویا خدا سے اُس کو کچھ تعلق ہی نہیں رہتا۔ اسی لئے ملعون شیطان کا نام بھی ہے۔ اب اس لعنت کو مان کر اور مسیح کو ملعون قرار دے کر عیسائیوں کے پاس کیا رہ جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے۔

لعنت نال گکھ نہیں رہندا

گلے پڑا ڈھول ہے جو یہ لوگ بجا رہے ہیں۔ غرض ان لوگوں کے عقائد کا کہاں تک ذکر کیا جاوے۔ حقیقت وہی ہے جو اسلام لے کر آیا۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے مامور کیا۔ کہ میں اس نور کو جو اسلام میں ملتا ہے۔ اُن کو جو حقیقت کے جویاں ہوں۔ دکھاؤں۔ سچ یہی ہے۔ کہ خدا ہے اور ایک ہے۔ اور میرا تو یہ مذہب ہے۔ کہ اگر انجیل اور قرآن کریم اور تمام صحف انبیاء بھی دنیا میں نہ ہوتے تو بھی خدا تعالیٰ کی توحید ثابت تھی۔ کیونکہ اس کے نقوش فطرت انسانی میں موجود ہیں۔ خدا کے لئے بیٹا تجویز کرنا گویا خدا تعالیٰ کی موت کا یقین کرنا ہے کیونکہ بیٹا تو اس لئے ہوتا ہے۔ کہ وہ یادگار ہو۔ اب اگر مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ تو پھر سوال ہوگا۔ کہ کیا خدا کو مرنا ہے؟ مختصر یہ ہے کہ عیسائیوں نے اپنے عقاید میں نہ خدا کی عظمت کا لحاظ رکھا ہے اور نہ قویٰ انسانی کی قدر کی ہے۔ اور ایسی باتوں کو مان رکھا ہے۔ کہ جن کے ساتھ آسمانی روشنی کی تائید نہیں ہے۔ ایک بھی عیسائی ایسا نظر نہ آیا۔ جو خوارق دکھا سکے۔ اور اپنے ایمان کو اُن نشانات سے ثابت کر سکے۔ جو مومنوں کے ہوتے ہیں۔ یہ فضیلت اور فخر اسلام ہی کو ہے۔ کہ ہر زمانہ میں تائیدی نشان اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اور اس زمانہ کو بھی خدا نے محروم نہیں رکھا۔ مجھے اسی غرض کے لئے بھیجا ہے کہ ان تائیدی نشانوں سے جو اسلام کا خاصہ ہے۔ اس زمانہ میں اسلام کی صداقت دنیا میں ظاہر کروں مبارک وہ جو ایک سلیم دل لے کر میرے پاس حق لینے کے لئے آتا ہے۔ اور پھر مبارک وہ جو حق دیکھے تو اس کو قبول کرتا ہے۔

الحکم جلد ۵ نمبر ۲۹ تاریخ تقریر ۳ اگست ۱۹۰۱ء

حقیقی نفع رساں خدا کی ذات ہے

دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اٹھانے کی ایک خیالی امید پر اُن کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمتگاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے۔ تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقعہ مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمتگاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے۔ کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں۔ اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے۔ کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہا فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا۔ حالانکہ اگر وہ انسان اُس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے اس سے بیشتر کہ وہ نفع اٹھاوے نفع پہنچانے والا یا خود اس دنیا سے اُٹھ جاوے۔ یا کسی ایسے خطرناک مرض میں مبتلا ہو جائے۔ کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے۔ کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم انسان کے شامل حال نہ ہو۔ انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا نہیں سکتا۔ پھر جب کہ حقیقی نفع رساں اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ پھر کس قدر بے حیائی ہے کہ انسان غیروں کے دروازہ پر ناک رگڑتا پھرے۔ ایک خدا ترس مومن کی غیرت تقاضا نہیں کرتی۔ کہ وہ اپنے جیسے انسان کی ایسی خوشامد کرے جو اس کا حق نہیں ہے۔ متقی کے لئے خود اللہ تعالیٰ ہر ایک قسم کی راہیں نکال دیتا ہے۔ اُس کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے۔ کہ کسی دوسرے کو علم بھی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ خود اس کا ولی اور مربی ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں۔ ان کے ساتھ وہ راحت ومحبت کرتا ہے۔ چنانچہ خود فرماتا ہے۔

واللہ رؤف بالعباد۔

خدا تعالیٰ کے بندے کون ہوتے ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دی ہے اللہ تعالیٰ ہی کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خدا کی راہ میں قربان کرنا اپنے مال کو اس کی راہ میں صرف کرنا اس کا فضل اور اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ مگر جو لوگ دنیا کی املاک وجائیداد کو اپنا مقصود بالذات بنا لیتے ہیں۔ وہ ایک خوابیدہ نظر سے دین کو دیکھتے ہیں۔ مگر حقیقی مومن اور صادق مسلمان کا یہ کام نہیں ہے۔ سچا اسلام یہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو مادام الحیات وقف کر دے۔ تاکہ وہ حیات طیبہ کا وارث ہو۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ اس الٰہی وقف کی طرف ایما کرکے فرماتا ہے۔

من اسلم وجھہ للّٰہ وھو محسن فلہ اجرہٗ عند ربہ ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اس جگہ وجہ اللہ کے معنے یہی ہیں۔ کہ ایک نیستی اور تذلل کا لباس پہن کر آستانۂ الوہیت پر گرے۔ اور اپنی جان ومال وآبرو۔ غرض جو کچھ اس کے پاس ہے خدا ہی کے لئے وقف کرے۔

حصول دُنیا میں مقصود بالذات دین ہو

اور دنیا اور اس کی ساری چیزیں دین کی خادم بنائے۔ کوئی یہ نہ سمجھ لیوے۔ کہ انسان دنیا سے کچھ غرض اور واسطہ ہی نہ رکھے۔ میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ اور نہ اللہ تعالیٰ دنیا کے حصول سے منع کرتا ہے۔ بلکہ اسلام نے رُہبانیت کو منع فرمایا ہے۔ یہ بزدلوں کا کام ہے۔ مومن کے تعلقات دنیا کے ساتھ جس قدر وسیع ہوں۔ وہ اس کے مراتب عالیہ کے موجب ہوتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نصب العین دین ہوتا ہے اور دنیا اور اُس کا مال وجاہ دین کا خادم ہوتا ہے۔ پس اصل بات یہ ہے۔ کہ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ بلکہ حصول دنیا میں اصل غرض دین ہو۔ اور ایسے طور پر دُنیا کو حاصل کیا جاوے کہ وہ دین کی خادم ہو۔ جیسے انسان کسی جگہ... سے دوسری جگہ جانے کے واسطے سفر کے لئے سواری یا اور زاد راہ کو ساتھ لیتا ہے۔ تو اس کی اصل غرض منزل مقصود پر پہنچنا ہوتا ہے۔ نہ خود سواری اور راستہ کی ضروریات۔ اسی طرح پر انسان دنیا کو حاصل کرے۔ مگر دین کا خادم سمجھ کر۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ

اللہ تعالیٰ نے جو یہ دُعا تعلیم فرمائی ہے کہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ اس میں بھی دنیا کو مقدم کیا ہے لیکن کس دنیا کو حسنۃ الدنیا کو جو آخرت کو حسنات کی موجب ہو جاوے۔ اس دعا کی تعلیم سے صاف سمجھ میں آجاتا ہے، کہ مومن کو دنیا کے حصول میں حسنات الآخرۃ کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی حسنۃ الدنیا کے لفظ میں اُن تمام بہترین ذرائع حصول دُنیا کا ذکر آگیا ہے۔ جو ایک مومن مسلمان کو حصول دنیا کے لئے اختیار کرنے چاہئیں۔ دنیا کو ہر

ایسے طریق سے حاصل کرو۔ جس کے اختیار کرنے سے بھلائی اور خوبی ہی ہو۔ نہ وہ طریق کسی دوسرے بنی نوع انسان کی تکلیف رسانی کا موجب ہو۔ نہ ہمجنسوں میں کسی عار و شرم کا باعث۔ ایسی دُنیا بیشک حسنۃ الآخرۃ کا موجب ہوگی۔ پس یاد رکھو۔ کہ جو شخص خدا کے لئے زندگی وقف کر دیتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ وہ بے دست و پا ہو جاتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دین اور للّٰہی وقف انسان کو ہوشیار اور چابک دست بنا دیتا ہے۔ سستی اور کسل اس کے پاس نہیں آتا۔ حدیث میں عمار بن خزیمہ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے میرے باپ کو فرمایا۔ کہ تجھے کس چیز نے اپنی زمین درخت لگانے سے منع کیا۔ تو میرے باپ نے جواب دیا۔ کہ میں بڈھا ہوں۔ کل مر جاؤں گا پس اس کو حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھ پر ضرور ہے۔ کہ درخت لگا دے۔ پھر میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا۔ کہ خود میرے باپ کے ساتھ مل کر ہماری زمین میں درخت لگاتے تھے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عجز و کسل سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ سست نہ ہو۔ اللہ حصول دنیا سے منع نہیں فرماتا۔ بلکہ حسنۃ الدنیا کی دعا تعلیم فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا۔ کہ انسان بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہے۔ بلکہ اس نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ ولیس للانسان الا ما سعیٰ۔ اس لئے مومن کو چاہیئے۔ کہ وہ جد و جہد سے کام کرے۔ لیکن جس قدر مرتبہ تک مجھ سے ممکن ہے یہی کہوں گا۔ کہ دنیا کو مقصود بالذات نہ بنا لو۔ دین کو مقصود بالذات ٹھہراؤ اور دنیا اس کے لئے بطور خادم اور مرکب کے ہو۔ دولتمندوں سے بسا اوقات ایسے کام ہوتے ہیں۔ کہ غریبوں اور مفلسوں کو وہ موقعہ نہیں ملتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں خلیفہ اول نے جو بڑے ملک التجار تھے۔ مسلمان ہو کر لانظیر مدد کی اور آپ کو یہ مرتبہ ملا۔ کہ صدیق کہلائے۔ اور پہلے رفیق اور خلیفہ اوّل ہوئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا مسلمان ہونا

لکھا ہے۔ کہ جب تجارت سے واپس آئے تھے۔ اور ابھی مکہ میں نہ پہنچے تھے۔ کہ راستہ میں ہی ایک شخص ملا۔ اس سے پوچھا۔ کہ کوئی تازہ خبر سناؤ اس نے کہا اور تو کوئی تازہ خبر نہیں ہے۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ تمہارے دوست نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ ابوبکر نے وہیں کھڑے ہو کر کہا۔ کہ اگر اس نے یہ دعویٰ کیا ہے۔ تو سچا ہے۔ چنانچہ جب مکہ میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے۔ اور آپ سے دریافت کیا۔ کہ آپ نے واقعی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں اُسی وقت مشرف باسلام ہو گئے۔

اعجاز کی حاجت کیوں ہوتی ہے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قبول اسلام کے لئے کسی اعجاز کی ضرورت نہ پڑی۔ اعجاز بینی کے خواہشمند وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جن کو تعارف ذاتی نہیں ہوتا۔ لیکن جس کو تعارف ذاتی ہو جائے اُسے اعجاز کی ضرورت اور خواہش ہوتی ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے معجزہ نہیں مانگا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے خوب واقف تھے۔ اور خوب جانتے تھے۔ کہ وہ راستباز اور امین ہے۔ جھوٹا اور مفتری نہیں۔ جب کہ کسی انسان پر کبھی افترا نہیں کرتا۔ تو اللہ تعالےٰ پر افترا کرنے کی کبھی جرأت نہیں کر سکتا۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ نشان صرف اس لئے مانگا جاتا ہے۔ کہ اسبات کے امکان کا اندیشہ گذرتا ہو۔ کہ شاید جھوٹ ہی بولا ہو۔ مگر جب یہ بات اچھی طرح معلوم ہو۔ کہ مدعی صادق اور امین ہے۔ پھر نشان بینی کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ یہ بھی یاد رہے۔ کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ ایسے لوگ راسخ الایمان نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہر وقت خطرہ کے محل میں رہتے ہیں۔ ایمان بالغیب کے ثمرات ان کو نہیں ملتے کیونکہ ایمان بالغیب کے اندر ایک فعل نیکی کا حُسن ظن بھی ہے۔ جس سے وہ جلد باز بے نصیب رہ جاتا ہے۔ جو نشان دیکھنے کے لئے جلدی کرتا اور زور دیتا ہے۔ مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے نزول مائدہ کے لئے زور دیا۔ تو خداتعالیٰ نے ان کو زجر بھی کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ ہم تو مائدہ نازل کریں گے لیکن بعد نزول مائدہ جو انکار کریگا۔ اس پر سخت عذاب نازل ہوگا قرآن شریف میں اس قصہ کے ذکر کا یہ فائدہ ہے۔ تاکہ بتلایا جاوے کہ بہترین ایمان کونسا ہے۔ اور اصل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے نشانات یوں تو اجلی بدیہات سے ہوتے ہیں لیکن اُن کے ساتھ ایک طرف اتمام حجت منظور ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ابتلائے اُمت۔ اس لئے بعض امور ان میں ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ ایک ابتلا بھی رکھتے ہیں۔ اور یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ نشان مانگنے والے لوگ مستعجل اور حسن ظن سے حصہ نہ رکھنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان کی طبیعت میں ایک احتمال اور شک پیدا کرنے کا مادہ ہوتا ہے۔ تب ہی تو وہ نشان مانگتے ہیں۔ اس لئے جب نشان دیکھتے ہیں تو پھر بیہودہ طور پر اس کی تاویلیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ اور اس کو کبھی سحر کہتے ہیں۔ کبھی کچھ نام رکھتے ہیں۔ غرض وہ وہم پیدا کرنے والی طبیعت ان کو امر حق سے دور لے جاتی ہے۔ اس لئے میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم وہ ایمان پیدا کرو۔ جو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور صحابہ کا ایمان تھا۔ رضی اللہ عنہم۔ کیونکہ اس میں حسن ظن اور صبر ہے۔ اور وہ بہت سے برکات و ثمرات کا منبع ہے۔ اور نشان دیکھ کر ماننا اور ایمان لانا اپنے ایمان کو مشروط بنانا ہے۔ یہ کمزور ہوتا ہے۔ اور عموماً بار ور نہیں ہوتا۔ ہاں جب انسان حسن ظن کے ساتھ ایمان لاتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالےٰ ایسے مومن کو وہ نشان دکھاتا ہے۔ جو اس کے ازدیاد ایمان کا موجب اور انشراح صدر کا باعث ہوتے ہیں۔ خود اُن کو نشان اور آیات اللہ بنا دیتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اقتراحی نشان کسی نبیؑ نے نہیں دکھائے۔ مومن صادق کو چاہیئے کہ کبھی اپنے ایمان کو نشان بینی پر مبنی نہ کرے۔

مال اور دولت دین کا خادم ہو۔ تو متقی کی ایک صفت ہے

میں پھر اصل بات کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں۔ کہ دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کر سکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے مما رزقنٰھم ینفقون۔ متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کسی کو دیا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے مقصود اس سے یہ ہے۔ کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالےٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مما رزقنٰھم ینفقون۔ میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ دینی خدمات کے لئے متمول لوگوں کو بڑے بڑے مواقع مل جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر کا کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔ آپ نے پوچھا۔ ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب میں کہا۔ کہ اللہ اور رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لے آئے۔ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا۔ عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب دیا کہ نصف رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابوبکر و عمر کے فعلوں میں جو فرق ہے۔ وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے۔ تو اس سے مراد مال ہے یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا۔ لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ کیونکہ مخلوق الٰہی کے ساتھ ہمدردی اور سلوک کا ایک بڑا حصہ مال کے خرچ کرنے کی ضرورت بتلاتا ہے۔ اور ابنائے جنس اور مخلوق الٰہی کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے۔ جو ایمان کا دوسرا جزو ہے جس کے بدوں ایمان کامل اور راسخ نہیں ہوتا۔ جب تک انسان ایثار نہ کرے۔ دوسرے کو نفع کیونکر پہنچا سکتا ہے۔ دوسرے کی نفع رسانی اور ہمدردی کے لئے ایثار ضروری شئے ہے۔ اور اس آیت میں لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون۔ میں اُسی ایثار کی تعلیم اور ہدایت فرمائی گئی ہے۔

پس مال کا اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقوےٰ شعاری کا معیار اور محک ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی۔ اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں

میں یہاں ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ انبیاء علیہم السلام کو ضرورتیں کیوں لاحق ہوتی ہیں؟ اللہ تعالےٰ اسباب پر قادر ہے۔ کہ ان کو کوئی ضرورت پیش نہ آئے۔ مگر یہ ضرورتیں اس لئے لاحق ہوتی ہیں۔ تاکہ للّٰہی وقف کے نمونے مثال کے طور پر قائم ہوں۔ اور ابوبکرؓ کی زندگی کا وقف ثابت ہو اور دنیا میں خدائے مقتدر کی ہستی پر ایمان پیدا ہو۔ اور ایسے للّٰہی وقف کرنے والے دنیا کے لئے بطور آیات اللہ کے ٹھہریں۔ اور اس مخفی محبت اور لذت پر دنیا کو اطلاع ملے۔ جس کے سامنے مال و دولت کے خرچ کے بعد الٰہی وقف کو مکمل کرنے کے واسطے وہ قوت اور شجاعت ملے۔ کہ انسان جیسی شئے کو بھی خداتعالیٰ کی راہ میں دینے میں دریغ نہ کرے غرض انبیاء علیہم السلام کی ضرورتوں کی اصل غرض دنیا کی جھوٹی محبتوں اور فانی چیزوں سے منہ موڑنے کی تعلیم دینے۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا کرنے اور ابنائے جنس کی بہتری اور خیرخواہی کے لئے ایثار کی قوت پیدا کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ ورنہ یہ پاک گروہ خزائن السموات والارض کے مالک کی نظر میں جچتا ہے۔ اُن کو کسی چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے نہ وہ ضرورتیں تعلیم کو کامل اور انسان کے اخلاق اور ایمان کے رسوخ کے لئے پیش آتی ہیں۔

باقی آئندہ

ایک مصری خاتون کی وفات

سیّدہ مُنیرہ ہانم ثابت

اس ہفتہ مصر کی آمدہ ڈاک میرے لئے ایک دردناک خبر لائی اور وہ خبر یہ تھی کہ سیدہ منیرہ ہانم ثابت فوت ہوگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہندوستان کا غالباً کوئی احمدی نہ جانتا ہوگا کہ منیرہ ثابت کون تھی۔ اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس معزز خاتون کا تذکرہ الحکم کے کالم میں کردوں۔

سیدہ منیرہ ہانم ثابت مصر کے ایک معزز خاندان کی خاتون تھیں۔ آپ عربی زبان کے علاوہ جو آپ کی مادری زبان تھی۔ فرانسیسی زبان پر اہل لسان کی طرح قدرت رکھتی تھیں اور انگریزی زبان بھی کسی قدر جانتی تھیں۔ سیدہ منیرہ ہانم ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئی تھیں۔ جو ہر طرح مصر میں معزز تھا۔ کیا بلحاظ علم و وجاہت کے اور کیا بلحاظ مال و تمول کے۔ اور یہ وجاہت و عزت انہیں میکے اور سسرال میں یکساں نصیب رہی۔ ان کے والد ایک سالم گاؤں کے مالک تھے۔ جو بعد میں سیدہ منیرہ ہانم اور ان کی بہنوں میں تقسیم ہوا ان کے خاوند مصر کے ایک مشہور ڈاکٹر ہیں جنکا اسم گرامی عزیز بک ہے۔

ڈاکٹر عزیز بک یورپ کے تعلیم یافتہ ڈاکٹر ہیں اور ہر طرح سے فارغ البال انسان ہیں۔ سیدہ منیرہ ہانم کو ان کی زندگی میں کسی قسم کا فکر و غم نہ تھا .... خدا نے نوکر چاکر دیئے ہوئے تھے۔ اس لئے ان کی توجہ ان تمام امور سے ہٹ کر ملک و وطن کی خدمت کی طرف مشغول ہوگئی تھی۔ انھوں نے اپنی زندگی میں بہت بڑے بڑے کام کئے یقیناً مصری قوم پرستوں کی تاریخ میں ان کا نام بہت روشن حرفوں میں لکھا گیا ہوگا۔ ان قومی خدمات کی وجہ سے ان کا نام ہمیشہ اخبارات میں آتا رہتا تھا۔ آپ وفد پارٹی سے تعلق رکھتی تھیں اور سعد پاشا زغلول مصری لیڈر کے جھنڈے کے نیچے ہمیشہ لڑتی رہیں اور جب سعد پاشا کی وفات کے بعد وفد نے اپنا سیاسی لیڈر نحاس پاشا کو منتخب کیا تو اس کے بعد وہ نحاس پاشا کے ماتحت کام کرنے لگیں۔ جب وفد پارٹی دو حصوں میں منقسم ہوگئی اور برکات پاشا۔ فہمی پاشا۔ باسل پاشا جیسے آدمی الگ ہوگئے۔ اور مصر کی سیاسی دنیا میں ایک زلزلہ آگیا۔ منیرہ ہانم اسوقت بھی غیر متزلزل رہیں آپ وفد پارٹی کے اس حصہ کی سکرٹری تھیں۔ جو عورتوں کے ساتھ تعلق رکھتا تھا یعنی آپ لجنہ وفد السعدیات کی سکرٹری تھیں۔ مظاہرات کے شدید ترین ایام میں ہر قسم کی گولیوں میں انھوں نے بے خوف و بے دھڑک دل کے ساتھ کام کیا۔ ان کا یہ کام اسقدر وسیع ہے کہ میں اس کی پوری تفصیل نہیں دے سکتا اس کے علاوہ مشغل المراۃ الجدیدۃ جو ایک خاص تعلیمی درسگاہ ہے۔ جس میں عام تعلیم کے علاوہ بچیوں کو درزی کا کام۔ قالین بافی۔ اور باورچی خانے کی اعلیٰ تعلیم زنانہ تعلیم ..... دیجاتی ہے۔ اس مدرسے کی شاندار عمارت اپنی ہے۔ بڑی بڑی خاتونیں اس میں کام کرتی ہیں۔ کوئی مرد اس میں کام نہیں کرتا مجھے بھی اس درسگاہ کے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس کے متعلق یہاں کچھ لکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ مرحومہ اس کی بھی سکرٹری تھی اور بڑی محنت سے کام کیا کرتی تھیں۔

ملکی خدمت

مرحومہ کی عزت

۱۹۳۲ء میں مصر میں ایک شاندار نمائش ہوئی۔ جس میں روزانہ چالیس پچاس ہزار آدمی سیر کے لئے داخل ہوتے تھے۔ ایکدن میں بھی وہاں سیر کے لئے گیا۔ ریڈیو کے ایک اسٹیشن پر میں اپنے ایک دوست استاذ صاوی شعلان کا نشوں کے خلاف لیکچر سن رہا تھا کہ ایکبار بہت سی تالیوں کی آواز سنی۔ اور یہ آواز ایسی تھی جیسے کسی لیڈر کے گزرنے پر وہاں سنی جایا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا تو سامنے سے منیرہ ہانم ثابت آرہی تھیں ان کے ساتھ ایک دو اور خواتین تھیں اور وطن پرست نوجوانوں نے ان کو پہچان کر یہ چیرز دیئے تھے۔ وہ دیگر خواتین کی طرح کھلے منہ نہیں رہتی تھیں۔ بلکہ ہلکا سا سیاہ ریشمی نقاب منہ پر رکھا کرتی تھیں۔ مگر پبلک کاموں میں حصہ لینے کی وجہ سے پہچانی جاتی تھیں۔

ان کے وقت کا اکثر حصہ ملکی اور قومی خدمات میں گزرتا تھا۔ خاکسار محمود احمد عرفانی کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہ معزز خاتون ایک دفعہ اس کے غریب خانہ پر خود تشریف لائی تھیں۔ اور ایک گھنٹہ سے زیادہ سیاسی معاملات پر بحث کرتی رہیں۔

آپ کا احمدیت میں داخل ہونا

ایسی معزز اور محترم خاتون کا مجرد سلسلہ میں داخل ہونا ایک تاریخی واقعہ بن جاتا ہے۔ مگر جسطرح وہ داخل ہوئیں۔ وہ ایک نہایت ہی ایمان افزا واقعہ ہے ان کو مذاہب کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ وہ مسلمان تھیں مگر اسلام کے متعلق انھوں نے کبھی غور و فکر نہیں کیا تھا۔ ان کو وطن اور آزادی وطن۔ اور قوم اور امت کے سوا کچھ یاد نہ تھا۔ اور وہ کبھی احمدیت کے متعلق غور کرنے کے لئے تیار نہ تھیں۔

ان کا بھانجا **احمد آفندی علمی** ایک عرصہ سے سلسلہ میں داخل ہوکر مخلصانہ خدمات سرانجام دے رہا تھا۔ اور احمدیت کی خدمت میں دن رات ایک کر رہا تھا۔ اس تذکرے سے بعض اوقات یہاں تک نوبت پہنچ جاتی کہ احمد آفندی کی والدہ محترمہ (جو انہی بہن ہی کی صفات کی خاتون ہیں) اپنے اکلوتے بیٹے سے کئی کئی دن نہ بولتیں۔ مگر احمد آفندی کی تبلیغ بند نہ ہوتی تھی اور نہ ہوئی۔ اس تبلیغ کا یہ نتیجہ تو تھا کہ اس خاندان کے اکثر افراد احمدیت کو اسقدر جانتے تھے کہ ہندوستان میں کوئی مذہبی تحریک ہے۔ گو اس کی طرف توجہ نہ کرتے تھے

سیدہ منیرہ ہانم کی کوئی اولاد نہ تھی ایک ہی بچہ تھا جو عرصہ ہوا فوت ہوگیا۔ اور پھر کوئی اولاد نہ ہوئی۔ جب سے وہ بچہ فوت ہوا سیدہ منیرہ ہانم جب گھر میں بیٹھا کرتیں تو اسکا غم کرتیں بچے کا جو کمرہ تھا اسکو اسی طرح آراستہ رکھا گیا۔ مگر کمرے کے دروازوں پر پلنگ پر اور میزوں پر سیاہ پردے اور غلاف ڈال رکھے تھے۔ ہمیشہ اسی ہم و غم میں رہا کرتیں۔ ایکدن خواب میں وہ بچہ نظر آیا۔ اور جب اسکی ماں نے اسے گلے سے لگانا چاہا تو اس نے کہا کہ اماں میں تمھارے گلے سے نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ تم تو بالکل کافر ہوگئی ہو خدا کو بھلا دیا۔ نماز روزہ ترک کر دیا۔ مجھکو ہر وقت رونے سے کام ہے۔ اماں تم اس سے باز آؤ۔ توبہ کرو۔ اور خدا کی طرف جھکو۔ ماں کی جب آنکھ کھلی اس کا دل بہت بے قرار ہوا اس نے چاہا کہ وہ اپنے بچے کو دیکھے اس نے اس دن اپنے اندر تبدیلی کی۔ اس کا خیال اور طرف بدلا۔ اس نے دعا کی کہ خدایا اگر وہ شخص جس کی نسبت **احمد حلمی** کہتا ہے۔ سچا ہے اور تیری طرف سے ہے تو تو میری دعا کو قبول کر اور مجھے پھر وہ بچہ دکھا۔ اس نے دوسری رات خواب میں پھر اپنا پیارا بچہ دیکھا۔ اس کے ساتھ ایک نورانی انسان تھا جو مسیح موعود علیہ السلام ہی تھے۔ خاتون نے اپنے بچے سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو بچے نے جواب دیا کہ

ھذا ھو معلم الاکبر

صبح آنکھ کھلی تو سیدہ منیرہ بشاش تھیں۔ ان کی حالت بدل گئی۔ اسی دن بھانجے کے گھر آکر بیعت کا خط لکھدیا۔ اور اسی دن سے نماز روزے کی پابند ہوگئیں۔ اور دین کے متعلق بھی ان کا اسی قدر خیال ہوگیا جسقدر امور سیاست کا تھا۔

بڑے بڑے گھرانوں میں تبلیغ احمدیت کے چرچے

خاتون موصوفہ نے احمدیت کا ذکر ان گھروں میں پہنچایا۔ جہاں آسانی سے یہ ذکر جا نہیں سکتا تھا۔ استاذ مکرم عبید بک مصر کے ایک مشہور قبطی لیڈر ہیں۔ ان کا پایہ وفد پارٹی میں بہت بلند ہے۔ وہ نحاس پاشا کے بازو ہیں۔ ان کی بیوی کٹر عیسائی ہے۔ وہ اپنی سہیلیوں میں بیٹھ کر کبھی کبھی عیسائیت کا وعظ کرتیں۔ منیرہ خانم نے احمدی ہونے کے بعد احمدی کتب کا مطالعہ کیا۔ اور ایسے موقعوں پر جبکہ وہ اپنے مذہب کی تعریف کرتی تو منیرہ خانم ان پر لطیف فقرے چست کرنے لگیں جس سے وہ حیران ہوتی کہ ان کے اندر یہ تبدیلی کیسے پیدا ہوئی۔

الغرض اسطرح انھوں نے بڑے بڑے محلات کی خاتونوں تک سلسلہ کی کتب پہنچا دیں۔ احمد آفندی حلمی کی لائبریری اسی غرض کے لئے تقسیم ہوئی اور اسطرح اندر ہی اندر انھوں نے بہت سی خدمت کی۔ افسوس ان کی وفات سے ایک سیاست دان۔ عالمہ فاضلہ احمدی خاتون فوت ہوگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں اس غم میں جماعت احمدیہ مصر اور احمد آفندی حلمی اور ان کے سارے خاندان کی خدمت میں تعزیت پیش کرتا ہوں اور تمام احباب سے درخواست کرتا ہوں کہ مرحومہ کے لئے دعا کریں کہ خدا ان کے مدارج بلند کرے اور پسماندگان کو صبر کی توفیق دے۔ نیز سب جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ انکا جنازہ غائب پڑھیں

(محمود احمد عرفانی)

الحکم کا غیر معمولی پرچہ جو ۲ر جولائی ۱۹۳۴ء بروز دوشنبہ بعد عصر شائع ہوا۔

دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ

قِرانُ السَّعدَین

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

(۱) **آج** ۲ر جولائی ۱۹۳۴ء کا دوشنبہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں ایک نہایت بابرکت اور تاریخی دن ہے اسلئے کہ **آج** حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خلف اکبر **حضرت صاحبزادہ حضرت میرزا ناصر احمد صاحب بی اے** کا نکاح حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی دختر بلند اختر سے۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف کے خلف اکبر **صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب** کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بنصرہ العزیز کی **دخت گرام** صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے مسجد اقصیٰ میں پڑھا گیا۔ یہ تقریب سعید بے انتہا برکات اور خوشیوں کا موجب ہے۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم اپنے بخت رسا پر ناز اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوا اس خاص پرچہ کے ذریعے الحکم کی قدیم روایات کے موافق **حضرت ام المومنین** سلمہا اللہ تعالیٰ اور حضرت **خلیفۃ المسیح ثانی۔ حضرت نواب صاحب قبلہ** اور حضرت **سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ**۔ اور **حضرت مرزا بشیر احمد صاحب** اور حضرت **مرزا شریف احمد صاحب** اور تمام متعلقین خاندان نبوت کی خدمت میں ادارہ الحکم اور جماعت احمدیہ کی طرف سے ہدیہ **مبارکباد پیش کرتا ہے**۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

۲۔ الحکم کو اس امر کا جائز اور قابل ناز فخر حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو اس سعادت سے بہرہ اندوز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو **ذریت طیبہ** کے متعلق جو بشارات دی ہیں۔ جب جب ان کا ظہور کسی رنگ میں ہوا۔ الحکم اپنے خاص پرچوں کے ذریعہ ان آیات اللہ کی تلاوت اور اشاعت میں پیش پیش رہا۔ آج بھی اسے ایسی سعادت سے حصہ مل رہا ہے۔

۳۔ اس تقریب پر وہ تمام تقاریب میری نظر سے گذر گئیں جو حضرت خلیفہ ثانی۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی شادیوں کے سلسلہ میں گذریں۔ ایڈیٹر الحکم نے اسوقت مبارکباد کے ضمیمے شائع کرتے ہوئے ان آنے والی برکات اور فضلوں کے دیکھنے کی بھی تمنا اور دعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ میری وہ دعا قبول ہوئی اور مجھے آج پھر موقعہ حاصل ہے کہ اس **قران السعدین** کی تقریب پر

مبارکباد عرض کروں

۴۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت طیبہ کا ہر فرد خدا کے بزرگ و برتر کا ایک **نشان** اور **آئینہ** ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وجود تو **مجموعہ آیات الہیہ** ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب خدا تعالیٰ نے **کثرت اولاد** کا وعدہ فرمایا تو وہ اسی وقت فرمایا جب **مصلح موعود** کی بشارت آپ کو دی۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ

تیری نسل بہت ہوگی۔ اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤں گا۔ اور برکت دوں گا اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جاوے گی۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی۔ اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی

پس **ذریت طیبہ** کی ہر تقریب اور اسکی ترقی کا ہر سامان اور موقع دنیا کے لئے ایک **نشان معرفت الہیہ** اور **سلسلہ عالیہ** کی صداقت کا ایک ذریعہ ہے۔ اسلئے ہمیں چاہیئے کہ کثرت سے ان **آیات اللہ کی اشاعت** اور اعلان کریں۔ حضرت اولوالعزم خلیفۃ المسیح کے حق میں بڑے **عظیم الشان وعدے** اور بشارتیں ہیں۔ جن میں سے ہم کئی کو پورا ہوتے دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ اسیطرح حضرت صاحبزادہ **مرزا شریف احمد** صاحب کے متعلق بھی خاص بشارات ہیں اور حضرت سیدہ **نواب مبارکہ بیگم صاحبہ** کے متعلق بھی بشارات خاصہ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ملی ہوئی بہت سی بشارات کے مصداق ہیں ان کی پیدائش سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

انا نبشرک بغلام نافلۃ لک نافلۃ من عندی

ہم تجھ کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں وہ تیرے لئے نافلہ ہے۔ ایسا ہی صاحبزادہ منصور احمد صاحب بھی آیات اللہ میں سے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کی بشارات کا ایک لمبا سلسلہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذریت کا ہر فرد آیۃ اللہ ہے اور یہ رشتے اس حیثیت سے فی الحقیقت

قران السعدین ہیں

غرض اس مبارک تقریب پر میں پھر ایک بار حضرت **ام المومنین** کو جو اس خاندان نبوۃ کی بزرگ ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ان کی عمر میں برکت دے۔ آمین) اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضرت نواب صاحب قبلہ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایسا ہی **حضرت سیدہ ام ناصر** اور **حضرت سیدہ ام منصور** اور ان کے تمام متعلقین کو

مبارکباد دیتا ہوں

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مصرعہ پڑھتا ہوں

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو بہت ہی بابرکت فرمائے اور ان کے نتائج سلسلہ اور دنیا کے لئے بے انتہا برکات کا موجب ہوں۔

یہ بڑھیں۔ پھلیں۔ پھولیں اور قومیں ان کے ذریعہ رستگاری حاصل کریں اور دنیا کے آخر تک سرسبز رہیں۔ آمین ثم آمین

آخر میں اپنے مطلب کی ایک بات کہنے سے بھی رُکنا نہیں چاہتا۔ جیسے میں نے ہر موقعہ پر دوہرایا ہے کہ:۔

اے حریم قدس کے رہنے والو! اور خاندان نبوۃ کے ممبرو! اسوقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کے لئے ایک جوش ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ قبولیت کی ساعات ہیں۔ اس خاکسار کو اس گھر اور در کے ساتھ نیازمندی اور ارادت کا تعلق رکھنے کا جوش ہے اور سچ تو یہ ہے اسکے نامہ اعمال میں یہی ایک متاع ہے اور اسکی وجہ سے وہ نظر اغیار میں مختلف ناموں سے پکارا گیا۔ اور اپنے سلسلہ میں شیعیت کا بانی کہا گیا پس ان گھڑیوں میں جبکہ تمہاری جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو اپنے اس ادنیٰ ترین خادم کے لئے بھی دعا کریں۔ کہ اس کی زندگی موت اور بالآخر حشر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہو۔ وہ اور اسکا خاندان حضور ہی کے دامن سے وابستہ اٹھایا جائے آمین ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

گذارندہ

خاکسار یعقوب علی تراب احمدی
عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان دارالامان

نوٹ:۔ میرا خیال تھا کہ صرف اخبار میں اعلان کر دوں گا لیکن ۳۰ر جون اور یکم جولائی کی درمیانی شب کو میں نے رؤیا دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہیں اور بہت ہی خوش ہیں۔ چہرہ مسرت سے تمتما رہا ہے۔ خاکسار عرفانی کو پکارا آپ کے ہاتھ میں ایک اشتہار ہے۔ اس کے متعلق کچھ ہدایات دیکر فرمایا کہ جلد چھاپ کر شائع کرو۔ بیدار ہونے پر مجھے تحریک ہوئی کہ خاص پرچہ شائع کرنا چاہیئے کیونکہ اس تقریب کی خوشی عالم بالا میں بھی ہے اللہ تعالیٰ بابرکت فرمائے۔ آمین (عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ رض

حضرت مولوی عبد السلام صاحب کاٹھگڑھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(نمبر ۳)

پہلے تو روڑکے مولوی لیت و لعل کرتے رہتے۔ اب آپ کی وفات سن کر بہت خوش ہوئے۔ انھوں نے سمجھ لیا کہ اب کاٹھگڑھ میں اُن کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں ہے فوراً مناظرے کا چیلنج بھیج دیا۔ جس کا مضمون یہ تھا (جو ہمارے حقیقی چچا مولوی عبد المنان صاحب کے نام تھا) "ہماری مناظرے کی خط و کتابت مولوی عبد السلام صاحب مرحوم کے ساتھ تھی۔ اگر آپ اُن کے قائم مقام ہیں تو آ کر شرائط کا فیصلہ کریں" چنانچہ جناب چچا صاحب مل گئے۔ اور شرائط طے کیں اور کامیاب مناظرہ ہوا۔ چونکہ بہت سے دوست پہلے سے ہی بیعت کے لئے تیار تھے۔ مناظرہ کے بعد اُن کے تمام شکوک رفع ہو گئے۔ اور روڑکے بارسوخ اور تعلیم یافتہ لوگ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اُن میں سے خاص طور پر قابل ذکر سید سردار علی صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر ہیں۔ آپ نہایت مخلص احمدی اور قابل وکیل ہیں۔ اور میونسپل کمشنر بھی ہیں یعنی میونسپل کمیٹی کے وائس پریزیڈنٹ ہیں۔ اُن کے احمدی ہونے کے بعد اب ۱۹۳۴ء میں کمیٹی کا نیا انتخاب ہوا ہے اس میں مخالفوں نے بہت زور لگایا کہ وہ ممبر نہ ہوں لیکن باوجود مخالفت کے وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔

اب احمدی بغیر کسی رکاوٹ کے وہاں جلسہ کر سکتے ہیں ایک وہ وقت تھا کہ وہاں لوگ ٹھیرنے کے لئے جگہ نہیں دیتے تھے۔ آج وہی لوگ بغلگیر ہو کر ملتے ہیں۔ اور جناب والد صاحب کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ خدا ان کو جنت نصیب کرے کہ انھوں نے اتنا استقلال رکھا اور باوجود بھاری مخالفت کے ہمت نہ ہاری اور برابر پچیس سال تک کوشش جاری رکھی لیکن اُن کی کوششیں اُن کی وفات کے بعد پھل لائیں انھوں نے اپنی محنتوں کا پھل اپنی زندگی میں نہ دیکھا۔ اب شہر میں احمدیوں کا خاص اثر ہے۔ اگر آپ اس وقت زندہ ہوتے تو اپنی ان تھک کوششوں کے پھلوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔

بعض دفعہ سخت دھوپ میں وہاں پہنچتے۔ وہاں لوگوں کی گالیاں سننی پڑتیں۔ لیکن آپ یہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ یہی لوگ جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ پتھر پھینکتے ہیں۔ اور ٹھہرنے کے لئے جگہ نہیں دیتے ہیں۔ کبھی ہمیں بغلگیر ہو کر ملیں گے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ افسوس آپ نے یہ موقع نہ دیکھا۔ اور آپ کی وفات کے چند ہی ماہ بعد وہاں جماعت قائم ہو گئی۔ اب وہی جماعت تبلیغ کر رہی ہے اور جلسے بھی کراتی اور بڑھ چڑھ کر چندوں میں حصہ لیتی ہے۔ آپ کے اگر روزانہ کاموں کو ہی شمار کیا جاوے۔ تو عقل حیران رہ جاتی ہے۔ کہ آپ کس طرح اُن کاموں کو کرتے تھے۔

آپکے روزانہ کام

آپ صبح فجر کی نماز کی بعد باقاعدہ روزانہ قرآن کریم اور احادیث کا درس دیا کرتے تھے۔ اور پھر مسجد میں قرآن شریف با ترجمہ پڑھاتے تھے۔ اسکے بعد دوائی خانہ کے سامنے صحن میں بہت سے بیمار پہلے ہی سے جمع ہوتے تھے۔ اور انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ اُن کو دوائی دیتے تھے۔ پھر سکول کا وقت ہو جاتا تھا۔ لڑکوں کو پڑھاتے۔ اور بطور منیجر کے بھی کام کرتے تھے۔ سکول کی عمارت کا بھی کام شروع کیا ہوا تھا۔ وہ کام بھی ساتھ ہی جاری رہتا تھا۔ اُسکو بھی کرتے تھے۔ ایک تمام گاؤں کے مسلمان راجپوت زمینداروں کا مشترکہ مقدمہ تھا۔ اس کے مختار تھے۔ وہ کام بھی کرتے تھے۔ مقدمات بھی کرتے تھے۔ سکول کے اوقات کے بعد فراہمی طلباء کی کوشش کرتے تھے۔ اور روزنامچہ لکھا کرتے تھے۔ ڈاک آمدہ کے جوابات اور نئے خطوط لکھتے تھے۔ ایک خانوں والا بکس بنا ہوا تھا۔ جس میں لیبل لگائے ہوئے تھے۔ اور خانوں کے لیبلوں پر لکھا ہوا تھا۔ خطوط متعلقہ تعلیم و تربیت۔ خطوط متعلقہ تبلیغ۔ خطوط امور عامہ۔ خطوط وصایا۔ جلدی جواب دینے والے خطوط۔ روانگی ڈاک۔ خطوط متعلقہ پرائیویٹ سکرٹری۔ خطوط متعلقہ زراعت۔ خطوط متعلقہ کوآپریٹو سوسائٹیز Thrift Society آپ کاٹھگڑھ کے پریزیڈنٹ تھے۔ جو آپ نے ہی کھلوائی ہوئی تھی اور بنکس زمیندارہ کے ماتحت تھی۔ خطوط متعلقہ انسپکٹر سکولز اسی طرح اور بھی کئی خانے تھے۔ جن کے نام مجھے زبانی یاد نہیں۔ آپ شام کے وقت ڈاک کا کام کرتے تھے اور ہر ایک خط کا جواب دیتے تھے۔ اور نئے خط بھی لکھتے تھے۔ آپ کی ڈاک کا خرچ دس روپے ماہوار سے کسی صورت میں کم نہیں۔ معلوم نہیں وہ اتنا روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے۔ آپ چندے کی فراہمی کی بھی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور سکرٹری بیت المال کے حسابات کی اچھی طرح جانچ پڑتال کیا کرتے تھے

جماعت کی تربیت

جماعت کی تربیت کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ہر روز مغرب کی نماز کے بعد نمازیوں کو نماز با ترجمہ سکھایا کرتے تھے۔ اور جمعہ کے دن امتحان لیا کرتے تھے۔ طلباء کو رات کے وقت بھی پڑھایا کرتے تھے۔ اور صبح فجر کی نماز کے بعد اڈلٹ سکول کے طلباء کو پڑھایا کرتے تھے۔ اُس کے بعد بیماروں کو دوائی دینا اور سکول کا کام اور سکول کی عمارت کا کام کیا کرتے تھے

آپ تمام ضلع کے نائب مہتمم تبلیغ تھے

آپ کاٹھگڑھ کی جماعت کے امیر جماعت تھے اور ضلع ہوشیارپور کے نائب مہتمم تبلیغ بھی تھے۔ آپ ہر ایک انجمن کا دورہ کرتے اور تبلیغ کرتے اور کراتے۔ اور جلسے مختلف مقامات پر کراتے۔ مرکز سے مبلغ منگوا کر تبلیغ کراتے۔ آپ سفر میں ایک کلنیڈل اور سوٹی ہر وقت ساتھ رکھتے تھے۔ اور جیب میں روٹی ڈال لیا کرتے تھے۔ اور ہندو کے ہاتھ کی روٹی نہیں کھاتے تھے۔ اور نہ ہی پانی پیتے تھے۔ جہاں پیاس لگے کلنیڈل کے ذریعہ سے پانی نکال لیا کرتے تھے۔

آپ اکثر تمام ضلع کا دورہ پیدل ہی کیا کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ جب قادیان آنا ہوتا تو انجمنوں کا دورہ کرتے ہوئے ہی قادیان پہنچ جایا کرتے تھے۔ جب آپ بستر مرگ پر تھے آپ نے ناظر دعوت و تبلیغ کو خط لکھا کہ میں کانسی کی وجہ سے بیمار ہوں۔ اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گیا ہوں۔ لہذا مجھے تین ماہ کی رخصت عطا فرمائی جاوے آپ کا نہایت ہی مشکور ہوں گا۔ خاکسار عبد السلام نائب مہتمم تبلیغ ضلع ہوشیارپور۔

اس کے تین چار روز کے بعد آپ فوت ہو گئے ناظر صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنا کہ مولوی عبد السلام صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ اور نعش قادیان آ رہی ہے۔ میں اس وقت کچھ لکھ رہا تھا۔ دو گھنٹے تک میں کچھ نہیں لکھ سکا۔ مجھے اتنا صدمہ پہنچا کہ مجھے اپنے وجود کی بھی ہوش نہ رہی۔ وہ میرا داہنا ہاتھ تھے گویا میرا ایک بازو کٹ گیا۔"

آپ مرکز سے کوئی تنخواہ نہیں لیتے تھے۔ لیکن پھر بھی آپ نے چھٹی لینی ہی مناسب سمجھی اور معذرت بیان کی آپ نے اپنا فرض سمجھا کہ وفات بھی سلسلے کے کام کرتے ہوئے ہی ہو۔

آپکا لباس

آپ کا لباس نہایت سادہ ہوا کرتا تھا۔ آپ بعض دفعہ کھدر کا کوٹ سلوا لیا کرتے تھے۔ اور باقی تمام لباس سادہ ہوا کرتا تھا اور اُسی لباس سے افسروں کو ڈپٹی کمشنر، سپرنٹنڈنٹ پولیس کی ملاقات کیا کرتے تھے۔ اور حکام آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔

آپکی علاقے کے افسروں سے ملاقات

جب علاقے میں کوئی افسر دورے پر آتا تو آپ جماعت کے بہت سے دوستوں کو ساتھ لے جاتے۔ اور اندر لکھ کر بھیج دیتے کہ جماعت کاٹھگڑھ آپکی

ملاقات کے لئے حاضر ہوئی ہے۔ جب آپ اندر جاتے تو تمام جماعت سے مصافحہ اور ان کا تعارف کراتے اور جو کچھ کہنا ہوتا کہہ دیتے۔ آپ جو کچھ بیان کرتے رفاہ عام کے فائدے کے لئے بیان کرتے مثلاً ہمارے علاقہ میں یہ تکالیف ہیں۔ جماعت احمدیہ سرکار کی وفادار ہے اور اس کا فرض ہے کہ آپ کو آ کر ملے اگر ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی تو آپ مہیا کرتے

اگر آپ محکمہ زراعت کے افسر سے ملتے تو محکمہ زراعت کے متعلق گفتگو کرتے کہ ہمیں فلاں قسم کا بیج بھیجیں اور ساتھ ہی اپنے معتمد کو بھیجدیں۔ تاکہ یہاں کے لوگوں کو ان بیجوں کے بونے کے طریقے بتا دیوے۔ آپ محکمہ زراعت سے اعلیٰ قسم کے بیج منگوا کر زمینداروں کو دیا کرتے تھے۔ اپنی گرہ سے ایک انگریزی ہل جس کو مسٹن ہل کہتے ہیں۔ زمینداروں کو کاشت کرنے کے لئے ہوا تھا۔ اور جتنی دیر کسی افسر سے ملاقات کرتے رفاہ عام کی باتیں کرتے رہتے۔ افسر بھی آپ کو اچھی طرح سے ملتے تھے۔

تلفی ٹڈی میں آپکی مدد

۱۹۲۹ء یا ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے کہ ہمارے علاقے میں اتنا ٹڈی دل آ گیا کہ افسروں کو اس کی تلفی میں خاص کوشش کرنی پڑی۔ تمام پنجاب کے ہر ایک محکمہ سے گورنمنٹ نے آدمی لئے۔ اور ہمارے علاقے میں ان لوگوں کو لگا دیا۔ یہ کام ایک ماہ تک برابر جاری رہا۔ ان کے انڈوں اور بچوں کو زمین کھود کھود کر تلف کیا جاتا۔ نمبرداروں اور ذیلداروں سے خاص طور پر مدد لی گئی۔ آپ بھی سکول کے لڑکوں کو ساتھ لے جاتے اور ٹڈی کی تلفی میں کافی مدد دیتے

ایک دفعہ دورہ پر ڈپٹی کمشنر صاحب جن کا نام خینگیر تھا آئے اور ٹڈی تلف کرتے دیکھتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اس جگہ بھی پہنچے۔ جہاں والد صاحب لڑکوں کو ساتھ لے کر کام کر رہے تھے۔ ڈپٹی کمشنر بہت خوش ہوئے۔ اور دس روپے انعام دیا۔ اور کہا کہ مولوی صاحب ان کو مٹھائی تقسیم کر دیں اور خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور بہت شکریہ ادا کیا۔

آپ مٹھائی وغیرہ خود ہی بنا لیا کرتے تھے تا آپنے اس روز خود ہی لڈو بنا لیئے۔ لڈو بنانے میں منشی احمد علی خان نائب مدرس اور سکول کے لڑکے مدد دیا کرتے تھے۔ آپ ہندو کی مٹھائی نہیں لیتے تھے۔ مسلمانوں کی مٹھائی کی کوئی دکان نہیں تھی۔ تمام سکولوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ اور خود مسجد میں نمازیوں کو بھی تقسیم کیا کرتے۔ آپ نے عشاء کے وقت اعلان کر دیا کہ فجر کی نماز کے بعد مسجد میں لڈو تقسیم ہونگے۔ تمام دوست تشریف لے آئیں اور اپنے بچوں کو بھی ساتھ لائیں۔ چنانچہ آپ نے لڈو تقسیم کر دیئے۔ ایک شخص نے کہا کہ مولوی صاحب آپ اپنے بچوں کے لئے بھی کچھ لڈو رکھ لیں۔ آپنے جواب دیا کہ یہ بھی میرے بچے ہیں۔ جماعت کے تمام بچے امیر جماعت کے ہی بچے ہوتے ہیں

ان ہی ایام میں ایک دفعہ مولوی فتح الدین صاحب ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ زراعت جالندھر ڈویژن دورہ پر آئے۔ اور وہاں ہمرد اور بخاور سنگھ آنریری مجسٹریٹ درجہ دوم جن کی کوٹھی ہمارے گاؤں سے نصف میل کے فاصلہ پر ہے ٹھیرے۔ آپ ان کو ملنے کے لئے گئے اور جماعت کے دوستوں کو بھی ساتھ لے گئے۔ انھوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں جماعت احمدیہ کاٹھگڑھ کا امیر ہوں۔ یہ ہمارے جنرل سکرٹری ہیں۔ اور یہ سکرٹری تعلیم و تربیت ہیں۔ اسی طرح تمام دوستوں سے تعارف اور مصافحہ کرایا۔

آپ دوسرے دن لڑکوں کو ساتھ لے کر ٹڈی تلف کرنے گئے۔ آپ بھی لڑکوں کو ساتھ لے گئے اور تیل ڈال کر ٹڈی تلف کرتے رہے۔ اتنے میں مولوی صاحب بھی معہ اپنے ماتحت سٹاف کے گھوڑوں پر آ گئے آپ یہ بات دیکھ کر کہ اپنی گرہ سے ہی تیل خرچ کر رہے ہیں بہت حیران اور خوش ہوئے۔

تقسیم انعامات کا جلسہ

تلفی ٹڈی کے بعد بلاچور قصبہ جو ہمارے گاؤں سے پانچ میل کے فاصلہ پر ہے تقسیم انعامات کا جلسہ ہوا۔ جس میں تمام لوگوں کو بلایا گیا۔ جنھوں نے سرکار کو تلفی ٹڈی کے کام میں مدد دی تھی۔ آپ کو بھی بلایا۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب نے اپنی طرف سے آپ کو ایک سرٹیفکیٹ دیا کہ انھوں نے حکام کی تلفی ٹڈی میں بہت مدد دی ہے اور ساتھ ہی مبلغ دس روپے انعام بھی دیا۔ اور مبلغ بیس روپے سکول کے لئے انعام دیا۔ گویا آپ کو کل تیس روپے انعام دیا اور بھی کئی لوگوں کو انعام ملا۔ لیکن آپ سے کم۔ کئی علاقے کے احمدیوں کو بھی انعام ملا۔ آپنے بیس روپے تو سکول فنڈ میں جمع کرا دیئے اور دس روپے کے چاول۔ کھانڈ گھی وغیرہ منگوا لیا۔ اور تمام گاؤں کے احمدیوں کو دعوت دیدی۔ جماعت کے دوستوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ انعام سب آپ ہی کو ملا ہے۔ اس کا تعلق جماعت سے نہیں ہے۔ آپ نے اپنا وقت صرف کیا۔ اور اپنی گرہ سے تیل خرچ کیا۔ یہ آپ کا ہی حق ہے۔ آپ ان روپوں کو ذاتی مصارف میں لائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا جماعت سے علیحدہ وجود نہیں ہے۔ یہ انعام مجھے بحیثیت امیر جماعت کے ملا ہے۔ امیر جماعت کا تمام وقت جماعت کے کاموں میں صرف ہونا چاہیئے۔ یہ جماعت کا حق ہے تمام جماعت کو انعام ملا ہے۔ چنانچہ آپنے تمام احمدیوں کو مدعو کیا اور شام کا کھانا کھلایا۔ باقی احمدی دوستوں نے انعام کے روپے اپنے ذاتی مصارف میں صرف کیئے۔ آپ وقتاً فوقتاً جماعت کے دوستوں کو چائے کی دعوت بھی دیا کرتے۔ لیکن یہ معلوم نہیں کہ آپ یہ تمام روپیہ کہاں سے خرچ کرتے تھے۔ یہ بات کسی کو بھی نہ معلوم ہو سکی۔

جلسہ کے موقعہ پر چائے پلانا

جب آپ جلسہ پر قادیان تشریف لاتے۔ تو ساتھ ہی ایک کھلے منہ کا ٹین اور کچھ چائے اور کچھ نمک بھی ساتھ لاتے۔ آپ عموماً تیرا نمبری سکول کا کمرہ جو سڑک کی طرف ہے۔ ایک دروازہ سڑک کی طرف کھلتا ہے۔ اس میں ٹھیرتے۔ صبح چار بجے اٹھ کر ٹین لے جاتے اور باورچی خانے میں جا کر چائے پکا لاتے اور ٹین چائے کا بھر کر لے آتے۔ چائے میں دودھ وغیرہ کم ڈالا کرتے تھے۔ قہوے کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ کمرہ کے تمام دوستوں کو اٹھا اٹھا کر چائے پلاتے۔ چائے کی پیالیوں کی جگہ آبخورے استعمال کئے جاتے۔ آپ جتنے دن ٹھیرتے ہر روز بلا ناغہ اسیطرح کرتے۔ اسی طرح دوسرے کمروں میں بھی چائے پلاتے۔ آپ ہر سال اسی طرح روزانہ چائے پلاتے۔ لیکن دوسرے کمروں میں جو ٹین سے بچ رہتی وہ بھیج دیتے۔ لیکن اپنے کمرے کے تمام دوستوں کو چائے پلاتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قادیان کے جلسے سے واپس جاتے ہوئے۔ چاول جو مہمانوں سے بچے ہوئے تھے کافی ایک چادر میں باندھ کر لے گئے۔ اور وہی چائے والا ٹین دال کا بھر کر لے گئے اور کچھ دکان سے شکر خرید کر باندھ لی۔ امرتسر کے اسٹیشن پر ان چاولوں کی گٹھڑی کو کھولا۔ اور چاول تقسیم کرنے لگ گئے اور تھوڑی تھوڑی شکر بھی دیتے گئے۔ جو لوگ دور کھڑے تھے وہ بھی آ گئے۔ آپ بلا تمیز کے تقسیم کرتے گئے۔ حتیٰ کہ تمام دال چاول ختم ہو گئے اور شکر بھی ختم ہو گئی۔ آپنے اپنے لئے کچھ نہ رکھا۔ اور نہ کچھ بچا آپنے تھوڑی سی روٹی مول لے کر کھائی۔ آپ لوگوں کو جلسے پر آنے کی تحریک کیا کرتے تھے۔ لوگ عذر کرتے کہ ہمارے پاس کرایہ نہیں ہے۔ آپ فرماتے کہ کرایہ کی کیا ضرورت ہے چلو پیدل چلیں۔ بعض کو ان میں سے ساتھ لے کر پیدل قادیان پہنچ جاتے تھے۔ جب قادیان ریل نہیں آئی تھی تو آپ اڑمڑ ٹانڈہ تک لاری پر آیا کرتے تھے۔ اور وہاں سے قادیان تک کا ۳۰ میل کا فاصلہ پیدل طے کیا کرتے تھے۔ باقی لوگوں کو بھی اس راستہ سے لایا کرتے تھے۔ کیونکہ کرایہ کی کفایت ہوتی تھی۔

غیر شرع شادیوں میں عدم شمولیت

آپ کسی غیر شرع شادیوں میں شامل نہ ہوا کرتے تھے۔ مثلاً جس میں باجا ڈھول۔ ناچ گانا۔ یا اور کسی قسم کا تماشا ہو۔ یہ شادی کیسی ہی قریبی رشتہ دار کی کیوں نہ ہو اور اس کتنے ہی گہرے تعلقات کیوں نہ ہوں آپ شرکت نہ فرماتے۔ آپ کسی قسم کا تماشا نہیں دیکھتے اور نہ آپ کسی میلہ وغیرہ میں جاتے۔ جب آپ غیر احمدی تھے اس وقت بھی آپ اس قسم کی لغویات سے اجتناب فرماتے۔

تحریر کے پابند

آمد اور اخراجات کا حساب باقاعدہ رکھا کرتے تھے۔ اور ہر ایک بات تحریر میں لاتے۔ ہر روز کے واقعات کو روزنامچہ میں درج فرماتے تھے۔ اگر کسی کو روپیہ دیتے تھے تو اسی وقت تحریر لے لیتے تھے۔ اور اگر کسی سے روپیہ لیتے تو خود بخود واپسی کی تحریر دے دیتے تھے۔ اس کے انکار کرنے پر تحریر ضرور دیدیتے۔ اپنے تمام کاغذات اور ہر قسم کی تحریر کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ اخباروں اور رسالوں کے تمام فائل آپ سنبھال کر رکھتے۔ کوئی پرچہ ضائع نہ ہونے دیتے۔

(باقی آئندہ)

مشاہدات عرفانی

۲۱ر جولائی ۱۹۲۶ء یوم چہارشنبہ

آج موسم میں وہی تبدیلی ہے۔ مختلف اوقات میں بارش ہوتی رہی۔ مسٹر عزیز دین صاحب نے ۲ بجے اورنٹیل ہوس آکر ان کی غیر حاضری میں کام کرنے کے لئے کہا۔ میں نے عذر کیا۔ محض اس وجہ سے میری طبیعت میں یہ صحیح یا غلط خیال سمایا ہوا ہے کہ ان کاموں سے الگ رہنا چاہیئے۔ سلسلہ کی خدمت کے لئے دوسرے وسائل سے کام لیا جاوے لیکن چونکہ انھوں نے اپنی غیر حاضری میں میرے نہ جانے سے نقصان کا احتمال بتایا۔ میں نے اپنی خواہش پر جبر کرکے بھی وہاں جانے کا وعدہ کرلیا۔ چنانچہ ۴ بجے تک وہاں رہا ۶ بجے واپس آیا تو بارش شروع ہوگئی اور ۸ بجے تک ہوتی رہی مگر اس کے بعد یکایک کھل گیا۔ اور میں ساڑھے آٹھ بجے کے قریب پارک گیا۔ مسٹر دین بھی آگئے۔ ان کے ساتھ مسٹر حسین جن کا ذکر میں کسی دوسری جگہ کر آیا ہوں وہ بھی ساتھ تھے۔ مسٹر عزیزالدین سے تقریر کے لئے تحریک کی، اور انھوں نے جھٹ ایک پلیٹ فارم کرایہ پر لے کر تقریر شروع کی۔ عورتوں اور مردوں کا ایک ہجوم ہوگیا۔ اور اور انھوں نے شور ڈالنا شروع کیا۔ مگر مسٹر عزیزالدین نے خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ اور سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ تقریر کرنے کے بعد وہ کچھ دیر ٹھیر کر چلے آئے۔ مگر میں ابھی ٹھیرا ہوا تھا۔ ایک صاحب نے آکر مجھے کہا کہ:—

صاحب - آپ تقریر کیوں نہیں کرتے؟

میں - مجھے غیر ضروری معلوم ہوتی ہے۔

صاحب - کیوں؟

میں - لوگ سنجیدگی سے نہ تو سنتے ہیں اور نہ دیانتداری سے اعتراض کرتے ہیں۔ میں اس کو کافی سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے تو اپنے علم کے مطابق جواب دے دوں۔ علاوہ بریں تقریر کے لئے زبان پر پوری قدرت کی ضرورت ہے۔ مجھے حاصل نہیں

صاحب - ہاں یہ طریق اچھا اور محفوظ ہے۔ اور آپ تو بہت اچھی طرح بولتے ہیں۔ آپ کی زبان صاف اور مؤثر ہے۔

میں - آپ مجھے بتائینگے کہ آپ کے خیال میں انگلستان آئندہ مذہب کا پابند رہے گا۔ اور اگر رہے گا تو کیا عیسائی؟

صاحب - مذہب اسکا ہوگا۔ مگر وہ برائے نام مذہب ہوگا۔ اور ہوگا بھی عیسائی۔!

میں - میں آپ کے مطلب کو پورے طور پر نہ سمجھنے کی معافی چاہتا ہوں۔ آپ کھول کر بتائیں۔

صاحب - میرا مطلب یہ ہے کہ وہ عیسائی کہلائے گا مگر خدا کے عقیدہ کا پابند نہ ہوگا۔ اسلئے وہ برائے نام قومی مذہب ہوگا

میں - کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ وہ کسی اور مذہب کو قبول کرے۔

صاحب - میں امید نہیں کرتا۔ اسلئے وہ پہلے ہی مذہب کو عملاً چھوڑ رہا ہے۔

میں - لیکن اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جہاں وہ کچھ عملاً چھوڑ رہا ہے۔ عملاً اختیار بھی تو کر رہا ہے۔ ایسی صورت میں اگر اسے یہ معلوم ہو جاوے۔ کہ جو کچھ وہ اختیار کر رہا ہے اس کا بہترین حصہ ایک مذہب ہے۔ تو اسے اس مذہب کے قبول کرنے میں کیوں اعتراض ہوگا؟

صاحب - آپ کس مذہب سے مراد لیتے ہیں۔

میں - وہ مذہب جو فطرت انسان کا مذہب ہے اور جس کی تعلیم فطرت (نیچر) کی کتاب میں کھلی کھلی نظر آتی ہے۔ وہ مذہب۔ مذہب اطاعت۔ مذہب امن اور صلح ہے۔

صاحب - ہاں اگر اسے معلوم ہو جاوے کہ انگلستان کی عملی زندگی اس مذہب کی تعلیم کے موافق ہے۔ تو کیا تعجب ہے کہ وہ اس کا پابند ہو جاوے۔ مگر حکومت کے لحاظ سے غالباً وہ عیسائی رہے گا جب تک کوئی تبدیلی قانون میں نہ ہو جاوے۔

میں - وہ کیا

صاحب - حکومت قانون کے موافق عیسائی ہے۔ خواہ اس کے مذہبی اعتقادات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔

میں - اگر آزادی رائے اسطرح پر ترقی کرتی ہے۔ تو کیا ممکن نہیں کہ حکومت اپنے مذہب کو تبدیل کرلے۔

صاحب - مجھے تو یہ بہت مشکل معلوم ہوتا ہے یہاں ایک طرح پر یہ ناممکن ہے۔ آپ جس مذہب کو امن و اطاعت کا مذہب کہتے ہیں وہ کیا ہے۔

میں - اس کا نام اسلام ہے۔ اور اسلام کے معنے ہیں کامل فرمانبرداری۔ اور مسلم وہ ہوتا ہے۔ جو دوسروں کے لئے امن و سلامتی کا علمبردار ہو۔ اس طرح پر آپ خود بھی امن سے رہے۔

صاحب - اسلام تو کثرت ازدواج کی تعلیم دیتا ہے شراب کو ناجائز کہتا ہے۔ یہ لوگ اس کو نہیں قبول کر سکتے

میں - کثرت ازدواج عملاً تو یہاں جاری ہے رہی شراب اس کے ناجائز ہونے کے لئے بھی یہاں بہت سی سوسائٹیاں کام کرتی ہیں اور شراب کو انگلستان کے لئے خطرۂ عظیم سمجھتے ہیں۔

صاحب - یہ آپنے کیا کہدیا۔ کثرت ازدواج تو یہاں جرم ہے۔ جاری کہاں ہے۔ شراب کے خلاف تحریک ضرور ہے۔ مگر وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ امریکہ کے تجربہ نے بتا دیا ہے۔

میں - کثرت ازدواج یہاں عملاً جاری ہے۔ جب میں کہتا ہوں تو اس سے میری مراد یہ ہے کہ ایک شخص ایک بیوی پر قناعت نہیں کرتا اور مختلف طریقوں اور رنگوں میں ایک سے زیادہ عورتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ کیا یہ واقعہ نہیں۔ آپ اس کا انکار کرسکتے ہیں۔؟

صاحب - وہ کثرت ازدواج نہیں۔

میں - تو یہ کہیئے کہ عمدہ چیز کو چھوڑ کر نہایت بری کو اختیار کرلیا۔ کثرت ازدواج تو مان لیا۔ گویا سوسائٹی کی عزت اور اخلاقی درجہ کو بڑھا دیتا ہے۔ اور اسے چھوڑ کر ناجائز طور پر دوسری عورتوں سے تعلق رکھنا سوسائٹی کے اخلاقی درجہ کو گرا دیتا اور بہت سی مصیبتیں پیدا کر دیتا ہے۔ مجھے آپ سمجھدار آدمی معلوم ہوتے ہیں آپ دیکھ لیں۔ دونوں میں کونسی بات اچھی ہے۔ رہی شراب میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ شراب کے خراب اور ناجائز ہونے کو عملاً تسلیم کرلیا گیا ہے۔ وہ دور ہوسکتی ہے یا نہیں۔ یہ جدا چیز ہے۔

صاحب - ہاں میں اس قدر آپ سے متفق ہوں مگر میں کثرت ازدواج کے سوال کو نہیں سمجھ سکتا کہ آپ اسے کیوں کر یہاں جاری کر سکتے ہیں۔ قانون کے خلاف ہے۔

میں - قانون اہل ملک کے ہاتھ میں ہے۔ ایک وقت سالی سے نکاح ناجائز تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کی غلطی ثابت ہوگئی۔ اور اب جائز ہے۔ اس طرح بے شک اب یہ قانون ہے۔ لیکن کسی وقت میں تبدیل بھی ہو جائے گا۔

صاحب - آپ کا خیال ہے میں معافی چاہتا ہوں پھر کبھی ملوں گا۔

مشاہدات عرفانی

ایڈیٹر الحکم کا سفرنامہ یورپ اور بلاد اسلامیہ

یہ سفرنامہ بالکل نئی طرز پر لکھا گیا ہے۔ اس سفرنامہ کے پڑھنے سے ملکی اور قومی ترقی کے سربستہ اسرار اور قوموں کے عروج و زوال کا پتہ لگے گا کہ قعر ذلت سے نکل کر بام رفعت پر کیونکر پہنچ سکتے ہیں۔ مسلمانوں میں قومی زندگی اور ملی روح کے نشوونما کے لئے اس سفرنامہ کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔

قیمت جلد اول دو روپے علاوہ محصولڈاک۔ لیکن الحکم بکڈپو نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلے ۱۰۰ سو خریداروں سے بجائے دو روپے کے صرف ایک روپیہ آٹھ آنے لئے جاویں۔

ملنے کا پتہ:— الحکم بکڈپو قادیان دارالامان

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کیلئے اس کے کلام و حالات پڑھو

یادِ حبیب کو تازہ رکھنے کے لئے کو نوامع الصادقین کے ارشاد پر عمل کر کے اس کے روحانی فوائد حاصل کرنے کے لئے ایک عجیب نسخہ یہ بھی ہے کہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی پڑھو

ان حالات زندگی سے معلوم ہوگا۔ کہ آپ کس خاندان میں پیدا ہوئے۔ اور آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت کن حالات میں ہوئی۔ اور آپ کے مشاغل زندگی کیا تھے۔؟ خدا تعالیٰ سے اس کی مخلوق سے ان ایام میں آپ کے تعلقات کس قسم کے تھے۔ آپ کی سوانح عمری کے دو حصے اس قسم کے مضامین پر مشتمل شائع ہو چکے ہیں۔ اور **حیات النبی** کے نام سے موسوم ہیں۔ قیمت دو جلد دو روپیہ آٹھ آنے۔

CENTRAL AHMADIYYA LIBRARY
QADIAN
No..........
SADR ANJUMAN AHMADIYYA

حیاتِ احمد

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سوانح حیات کو خاکسار شائع کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور کی چالیس سالہ زندگی کے حالات پہلے شائع ہو چکے ہیں۔ اب آپ کی زندگی کے دوسرے دور یعنی ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۹ء تک کے حالات شائع ہو رہے ہیں۔ چونکہ تالیف ضخیم ہوگی۔ اسلئے تو تو صفحہ کے حصص میں شائع ہو رہی ہے۔ جس کا پہلا نمبر گذشتہ سال شائع ہوا تھا۔ اب دوسرا نمبر جس میں ۱۸۸۳ء تک کے حالات ہیں شائع ہو گیا ہے۔ حسب معمول اس کی قیمت بھی ایک روپیہ ہے۔ اگر احباب چاہتے ہیں کہ جلد یہ تالیف مکمل ہو جائے۔ تو اس کے لئے کم از کم پانچسو خریدار مکمل ہو جاویں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ ہر احمدی کے گھر میں ہونی چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شمائل و اخلاق سوانح زندگی کے ساتھ

جو چیز خدا تعالیٰ نے ماموروں کے ذریعہ حیرت انگیز تبدیلی انسانی قلوب میں کرتی ہے۔ وہ ان کے اخلاقی معجزات ہوتے ہیں۔ اسلئے وہ دنیا کے لئے نمونہ ہو کر آتے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کی سیرۃ اور آپ کے کیریکٹر کی اعلیٰ شان کا علم حاصل کریں۔ تو

سیرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کا مطالعہ ضروری ہے۔ جس میں حضرت کے شمائل و عادات و معمولات اور آپ کے فلسفہ اخلاق کا امتیاز اور آپ کے اخلاق فاضلہ کا بیان واقعات کی روشنی میں کیا گیا ہے۔ یہ کتاب دوستوں کو ارمغان دینے کے قابل ہے اور سعادت مند اور شریف الطبع تعلیم یافتہ جماعت کے افراد میں تبلیغ کا خدا جانے تو بہترین ذریعہ ہو سکتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ قدردانی خاکسار عرفانی مرتبہ سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ کتاب ہر احمدی کے پاس ہونی چاہیئے۔ اور کون احمدی ہے جو اس کی خواہش نہ رکھتا ہو۔" آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: "اگر یہ کام شیخ صاحب کی زندگی میں نہ ہوا تو پھر ہم دس کروڑ روپیہ خرچ کر کے بھی اسکو پورا نہ کر سکیں گے"۔ آپ نے جماعت کو متوجہ کیا کہ" وہ اس سٹاک کو جو موجود ہے وہ خرید لیں تا کہ کام برابر جاری رہ سکے۔ قیمت ہر جلد صرف ایک روپیہ۔ مکمل سٹ کی قیمت دفتر سے دریافت فرمایئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکتوبات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مکتوبات اپنی زندگی میں مختلف مذاہب کے لیڈروں اور مبلغین کو لکھے اور اپنے مخلقین اور دوستوں کو وقتاً فوقتاً تحریر فرمائے۔ وہ اس۔ وہ اس وقت تک چھ جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔ اور چار جلدیں اس سلسلہ کی اور باقی ہیں۔ یہ خطوط جو دوستوں کو لکھے ہیں اپنے اندر ایک زندگی کی روح اور قوت رکھتے ہیں اور نہایت بیش قیمت مضامین پر مشتمل ہیں۔ تصوف کی حقیقت اور قرب الٰہی کے حصول کے سادہ اور آسان طریق غرض عجیب عجیب مضامین پر بحث ہے۔ خدا تعالیٰ پر زندہ ایمان اور دعاؤں کی قبولیت کے راز اور دعاؤں کے اثر اور قوت کے اعجاز کا ایک لطیف بیان ان میں ملے گا۔ اور جو خطوط مخالفین اسلام اور سلسلہ کو لکھے ہیں ان میں صداقت اسلام کے زبردست دلائل قرآن مجید اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعجازی قوت جلالی و جمالی شان کا اظہار پر شوکت الفاظ میں کیا گیا ہے۔ غرض یہ مجموعہ قابل دید ہے۔

ہر جلد کی قیمت جو کچھ بھی نہیں صرف ایک روپیہ ہے۔

ملنے کا پتہ

الحکم بکڈپو قادیان دارالامان پنجاب

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم واقع تراب منزل قادیان سے شائع ہوا)